عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATAM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۷ روپے

جلد: ۲۱ | ۲۲ تا ۲۸ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲ تا ۸ اگست ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۱۰

دُعا مؤمن کا ہتھیار

مشکل حالات میں دین پر استقامت

قادیانی انقطاع

میں مُسلمان کیسے ہوا؟

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

توبہ سے گناہ کبیرہ کی معافی:

س:...... کیا توبہ کرنے سے تمام کبیرہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں؟ اگر معاف ہوجاتے ہیں تو کیا قتل بھی معاف ہوجاتا ہے کیونکہ قتل کا تعلق حقوق العباد سے ہے' اس مسئلہ پر یہاں پر بعض مولانا صاحب اس کے قائل ہیں کہ توبہ سے قتل بھی معاف ہوجاتا ہے لیکن بعض کہتے ہیں کہ قتل حقوق العباد میں سے ہے حقوق اللہ تو معاف ہوجاتے ہیں لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہوتے' اس سلسلے میں آپ وضاحت فرمائیں۔

ج:...... قتل ناحق ان سات کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے جن کو حدیث میں "ہلاک کرنے والے" فرمایا ہے' یہ حق اللہ بھی ہے اور حق العبد بھی' تاہم جس سے یہ کبیرہ گناہ سرزد ہوگیا ہو اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے' اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور ہمیشہ مانگتا رہے مگر چونکہ اس قتل سے حق العبد بھی متعلق ہے اس لئے مقتول کے وارثوں سے معاف کرانا بھی ضروری ہے۔

اپنے گناہوں پر سزا کی دعا کے بجائے گناہوں کی معافی کی دعا مانگیں:

س:...... مجھ پر اپنے گناہوں کی زیادتی کی وجہ سے جب بھی رقت طاری ہوجاتی ہے تو بے اختیار دعا کرتی ہوں کہ خدا! مجھے سزا دیدے۔ کیا مجھے ایسی دعا کرنا چاہئے؟ یا یہ غلط ہے؟

ج:...... ایسی دعا ہرگز نہیں کرنی چاہئے بلکہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ خواہ میں کتنی گناہگار ہوں اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ ان کی رحمت کا ایک چھینٹا دنیا بھر کے گناہوں کو دھونے کے لئے کافی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنا کہ وہ مجھے گناہوں کی سزا دے اس کے معنی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی سزا کو برداشت کرسکتے ہیں۔ توبہ توبہ...... ہم تو اتنے کمزور ہیں کہ معمولی تکلیف بھی نہیں سہار سکتے' اس لئے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت مانگنی چاہئے۔

بار بار توبہ اور گناہ کرنے والے کی بخشش:

س:...... آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کئی ایسے مسلمان بھی ہیں جو پنج وقتہ نماز قائم کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایسے صغیرہ کبیرہ گناہ کرتے ہیں جن کو اسلام منع کرتا ہے اور پھر یہ لوگ گناہ کرکے توبہ کرتے ہیں' اور پھر دوبارہ وہی کام کرتے ہیں جس سے توبہ کی تھی اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہتا ہے' میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کا جن میں' میں بذات خود بھی شامل ہوں' روز قیامت میں کیا حشر ہوگا؟

ج:...... گناہ تو ہرگز نہیں کرنا چاہئے' ارادہ یہی ہونا چاہئے کہ کوئی گناہ نہیں کروں گا' لیکن اگر ہوجائے تو توبہ ضرور کرلینی چاہئے' اگر خدانخواستہ دن میں ستر بار گناہ ہوجائے تو ہر بار توبہ بھی ضرور کرنی چاہئے' یہاں تک کہ آدمی کا خاتمہ توبہ پر ہوا' ایسا شخص مغفور ہوگا۔

کیا بغیر سزا کے مجرم کی توبہ قبول ہوسکتی ہے:

س:...... کیا بغیر سزا کے اسلام میں توبہ ہے؟ مثلاً اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو دیکھیں تو کئی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مجرم کو سزا کا حکم دیا پھر اس کی مغفرت کے لئے دعا کی۔

ج:...... اگر مجرم کا معاملہ عدالت تک نہ پہنچے اور وہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرنے والے ہیں لیکن عدالت میں شکایت ہوجانے کے بعد سزا ضروری ہوجاتی ہے' بشرطیکہ جرم ثابت ہوجائے' اس صورت میں توبہ سے سزا معاف نہ ہوگی' اس لئے اگر کسی سے قابل سزا گناہ صادر ہوجائے تو حتی الوسع اس کی شکایت حاکم تک نہیں پہنچانی چاہئے' اس پر پردہ ڈالنا چاہئے اور اس کی توبہ قبول کرنی چاہئے۔

بغیر توبہ کے گناہگار مسلمان کی مرنے کے بعد نجات:

س:...... اگر کوئی شخص بہت گناہگار ہو اور وہ توبہ کئے بغیر مرجائے تو ایسے شخص کی نجات کا کوئی راستہ ہے؟ جبکہ اس کی اولاد بھی نہ ہو۔

ج:...... مومن کو بغیر توبہ کے مرنا ہی نہیں چاہئے بلکہ رات کے گناہوں سے دن طلوع ہونے سے پہلے اور دن کے گناہوں سے رات آنے سے پہلے توبہ کرتے رہنا چاہئے۔ جو مسلمان توبہ کئے بغیر مرجائے اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے' چاہے اپنے فضل سے بغیر سزا کے معاف کردے یا سزا کے بعد اسے رہا کردے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

جلد:۲۱ | ۲۲ تا ۲۸ جمادی الاول ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲ تا ۸ اگست ۲۰۰۲ء | شمارہ:۱۰

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
مشکل حالات میں دین پر استقامت	6
دعا......مومن کا ہتھیار	13
میں مسلمان کیسے ہوا؟	17
کیا اسی کا نام ایمان ہے؟	19
قادیانی انقطاع	23
اخبار ختم نبوت	26

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax:7780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲۔۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

سترہویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کی تیاری

حسب سابق امسال بھی انشاءاللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ایک روزہ عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم بروز اتوار بتاریخ ۴/اگست ۲۰۰۲ء کو جامع مسجد ۱۸۰ ہیلگر ایو روڈ برمنگھم میں حضرت امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ کی صدارت میں منعقد ہوگی اور مقامی وقت کے مطابق صبح ۹ بجے سے شام ۷ بجے تک جاری رہے گی' اس کانفرنس میں علماءٔ کرام مشائخ عظام وکلاء دانشور اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان رہنماء خطاب کریں گے' اس موقع پر عقیدۂ ختم نبوت' مسئلہ حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام اور قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے گی۔

قادیانی قیادت نے پاکستان سے مایوس ہوکر جب یورپ کارخ کرکے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے یورپی ممالک میں ان کا تعاقب کرکے قادیانیوں کے کفریہ عقائد کا پردہ چاک کیا۔ مذکورہ کانفرنس اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے' یہ کانفرنس اگرچہ ایک دن ہوتی ہے لیکن اس کی تیاری کے لئے تقریباً ایک دو ماہ قبل ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین ومبلغین اور دیگر علماءٔ کرام پورے برطانیہ کا دورہ شروع کردیتے ہیں' جس کے نتیجہ میں برطانیہ کے مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا ہوجاتی ہے۔ برطانیہ کی ایک ایک مسجد میں جاکر مسلمانوں کو قادیانیت کے کفریہ عقائد اور قادیانی سازشوں سے آگاہ کیا جاتا ہے' پورے ملک میں ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ایک فضا بنائی جاتی ہے' جس کے نتیجہ میں مغربی ماحول میں رہنے والے مسلمان پوری تیاری کے ساتھ ناموس رسالت کے تحفظ کا جذبہ لے کر مذہبی جوش وخروش کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس عظیم الشان کانفرنس میں اپنی شرکت کو یقینی بنانے کے لئے تمام تر مصروفیات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں' یورپی مسلمانوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ وابستگی اور محبت وعقیدت' اور فتنۂ قادیانیت سے نفرت کا جذبہ اس دن قابل دید ہوتا ہے' یہ برطانیہ میں ختم نبوت کے پروانوں کا سب سے بڑا اور اپنی نوعیت کا منفرد اجتماع ہوتا ہے' جسے یورپ میں رہنے والا ہر مسلمان کامیابی سے ہمکنار کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہے۔

موجودہ کانفرنس سے قبل سولہ کانفرنسیں منعقد ہوچکی ہیں' ہر کانفرنس میں مسلمانوں کا جوش وجذبہ اور شرکاء کی تعداد میں اضافہ نظر آیا' یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور اس محاذ پر کام کرنے والے افراد کے خلوص اور بزرگوں کی دعاؤں اور ان کی محنت کا نتیجہ ہے' ورنہ ایک ایسے ملک میں' جس کے حکمرانوں نے قادیانی فتنہ کو جنم دیا ہو' اور اپنے سایہ اقتدار میں اسے پروان چڑھا کر اس کی پرورش کی ہو' بظاہر اس قسم کی کامیاب کانفرنس کا تصور بھی مشکل ہے۔

اپریل ۱۹۸۴ء میں جب پاکستان میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا تو قادیانی لیڈر مرزا طاہر احمد راتوں رات خفیہ طور پر بھاگ کر برطانیہ پہنچ گیا اور لندن شہر سے تقریباً ۴۰ میل دور ایک جگہ خرید کر اسے قادیانیت کی کفریہ تبلیغ کا مرکز بنایا' سالانہ اجتماع شروع کیا اور حسب عادت اپنے کفریہ عقائد وعزائم کا پرچار شروع کیا' شاید قادیانی لیڈر یہ سمجھتا تھا کہ اب وہ اپنے روحانی آقا کی گود میں بیٹھ کر اسلام اور اہل اسلام کے خلاف جو زہر اگلے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا جائے گا' اور پاکستان میں قادیانیت کا تعاقب کرنے والے ختم نبوت کے پروانے ہزاروں میل دور آکر اس فتنہ کا تعاقب نہیں کرسکیں گے۔

اس نئی صورت حال میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین اور علماءٔ کرام نے قادیانیوں کے کفریہ عقائد کا راستہ روکنے اور مسلمانوں کے ایمان کو بچانے کی خاطر دیار غیر میں اپنی جدوجہد کا آغاز کیا' سب سے پہلے لندن شہر میں ختم نبوت کا دفتر قائم کیا' ختم نبوت کے اکابرین حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ' شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ امام اہل سنت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے اپنے رفقاء سمیت پورے برطانیہ کا دورے کرکے قادیانیوں کے کفریہ عقائد سے برطانیہ کے مسلمانوں کو خبردار کیا' اور اس سلسلہ میں اگست کے اوائل میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اجراء کرکے مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا کی۔

امسال کانفرنس کی تیاری کے سلسلے میں پاکستان سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ' ناظم اعلیٰ مولانا عزیز

الرحمٰن جالندھری‘ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد اکرم طوفانی‘ صاحبزادہ عزیز احمد‘ صاحبزادہ سعید احمد گزشتہ ماہ لندن پہنچے‘ ان حضرات کی قیادت میں مختلف کمیٹیاں اور گروپ تشکیل دیئے گئے‘ جو دن رات محنت کرکے کانفرنس کو کامیاب بنانے کی کوششوں میں مصروف عمل ہیں‘ پاکستان سے برطانیہ پہنچنے والے اکابرین اور علمأ کرام نے اس سلسلہ میں پورے برطانیہ کا تبلیغی دورہ شروع کردیا ہے‘ اب تک جن مقامات پر علمأ کرام نے دورہ کرکے مختلف اجتماعات سے خطاب کیا ہے ان میں لندن‘ گلاسکو‘ برمنگھم‘ بریڈفورڈ‘ ڈنڈی‘ ڈیوزبری‘ اسٹالین‘ شیفیلڈ‘ ہڈرزفیلڈ‘ مانچسٹر‘ ویکفیلڈ‘ ایڈنبرا‘ اسٹرلنگ‘ کراؤلے‘ ڈنکاسٹر‘ رادھرم‘ راچڈیل‘ برنلے‘ بڑنگٹن‘ اولڈھم‘ کارڈیف سمیت برطانیہ کے دیگر چھوٹے بڑے شہر اور نواحی قصبات شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو کامیاب کرے اور اسے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

علمأ کرام کے نام حضرت امیر مرکزیہ کا پیغام

موجودہ حالات میں قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں کا اصل محور امت مسلمہ کا رشتہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ کر قادیان کے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی سے جوڑنا ہے۔ اس فتنہ کے سدباب کے لئے ضروری ہے کہ علمأ کرام مسلمانوں کو قادیانیوں کے بنیادی عقائد اور اسلام کے خلاف ان کے عزائم سے آگاہ کریں۔ اس کے مقصد کے حصول کے لئے امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے علمأ کرام کے نام ایک خصوصی پیغام دیا ہے‘ جس کا متن درج ذیل ہے:

”حضرات! آپ سے زیادہ کون جانتا ہے کہ موجودہ پرفتن دور میں عریانی اور فحاشی کے مکروہ پھیلاؤ میں مسلمانوں کو پھنسانے کے بعد بلکہ ان کو سرے سے اسلام ہی سے برگشتہ اور دور کرنے کے لئے ملت کفر متحد ہوچکی ہے‘ خصوصاً قادیانی جو اس دور کا سب سے مہلک اور مہیب فتنہ ہیں‘ مسلمانوں کو ہرجگہ مرتد بنانے کی کوششوں میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ایسے حالات میں ملت اسلامیہ کے ہر فرد اور خصوصاً علمأ کرام پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ مہینے میں ایک خطبہ میں مسلمانوں کو قادیانیوں کے مکروہ عزائم وعقائد سے آگاہ کریں اور عقیدۂ ختم نبوت کو مضبوط دلائل سے واضح کرتے ہوئے ان کی ذہن سازی کریں تاکہ سادہ لوح اور بے خبر مسلمان ان کی ارتدادی چالوں سے محفوظ رہ سکیں۔ میں پُرامید ہوں کہ آپ اپنی مذہبی اور منصبی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے تساہل اور غفلت سے اس مسئلہ کو نظرانداز نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر دو جہانوں میں آپ کو سرخرو فرمائے۔“

الداعی الی الخیر

فقیر خان محمد عفی عنہ

حضرت امیر مرکزیہ کا یہ پیغام انتہائی فکرانگیز اور اہمیت کا حامل ہے۔ ہم علمأ کرام سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنی تقاریر میں قادیانی فتنہ کے سدباب کی طرف بھی توجہ مبذول فرمائیں تاکہ امت مسلمہ کے سادہ لوح افراد کو اس خبیث فتنہ کے اثرات بد سے بچایا جاسکے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی عظیم جدوجہد میں ان کا حصہ بھی شامل ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کے اندرون وبیرون ملک کے تمام قارئین کرام کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کردیئے گئے ہیں۔ احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ جن حضرات کے نام بقایاجات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی منی آرڈر‘ چیک یا ڈرافٹ کی شکل میں ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔

یاد رہے کہ جلد نمبر۲۰ شمارہ نمبر۹ سے بوجہ ہوشربا گرانی‘ کاغذ و ڈاک خرچ رسالہ کی قیمت میں اضافہ کردیا گیا ہے۔

نیا سالانہ زرتعاون : ۳۵۰ روپے ہے‘ آئندہ اس حساب سے رقم ارسال فرمائیں۔

نوٹ : اپنے خریداری نمبر کی وضاحت بھی ضرور فرمائیں۔ شکریہ (ادارہ)

ختم نبوۃ

مشکل حالات میں دین پر استقامت

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی نظر میں امتحان و آزمائش کے موقع پر دین پر استقامت میں جو لذت ہے وہ کسی چیز میں نہیں' ان کے نزدیک یہ وہ وقت ہے جب حق وصداقت پر قائم رہنے والوں' اس کی تبلیغ کرنے والوں اور اپنے عقیدہ وضمیر کی خاطر مفادات واعزازات کی قربانی دینے والوں کو اس دنیا ہی میں جنت کا مزہ آنے لگتا ہے اور ان کے بدن کے روئیں روئیں سے خدا کی حمد وشکر کا ترانہ بلند ہوتا ہے۔ حضرت موصوف کے زریں خیالات کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''(اے پیغمبر!) ہم ان لوگوں کی خبر ٹھیک ٹھیک تیرے آگے بیان کردیتے ہیں' وہ چند نوجوان تھے کہ اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے' ہم نے انہیں ہدایت میں زیادہ مضبوط کردیا اور ان کے دلوں کی (صبر واستقامت میں) بندش کردی' وہ جب راہ حق میں کھڑے ہوئے تو انہوں نے صاف صاف کہہ دیا: ہمارا پروردگار تو وہی ہے جو آسمان وزمین کا پروردگار ہے' ہم اس کے سوا کسی اور معبود کو پکارنے والے نہیں' اگر ہم ایسا کریں تو یہ بڑی ہی بے جابات ہوگی' یہ ہماری قوم کے لوگ ہیں' جو اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کو پکڑے بیٹھے ہیں' وہ اگر معبود ہیں تو کیوں اس کے لئے کوئی دلیل پیش نہیں کرتے؟ (ان کے پاس کوئی دلیل نہیں) پھر اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے؟ جو اللہ پر جھوٹ کہہ کر بہتان باندھے۔'' (سورۂ کہف ۱۳'۱۵)

حضرات! میں نے آپ کے سامنے سورۂ کہف کے ابتدا کی تین آیتیں پڑھی ہیں' جمعہ کے دن سورۂ کہف کے پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے' صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں (اور بعض حدیثوں میں آخری آیتوں کا ذکر آیا ہے' اور بعض حدیثوں میں مطلق سورۂ کہف کا تذکرہ ہے) پڑھے گا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا' دجال قرب قیامت اور آخر زمانے کی وہ سب سے بڑی جادوگر اور فتنہ سامان شخصیت ہے'

مرسلہ: مولانا منظور احمد الحسینی

جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ پناہ مانگی ہے اور اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور ہوشیار کیا ہے' آج بھی جمعہ کا دن ہے' اس موقعہ پر ان آیات کا پڑھنا' ان کے مضامین ومطالب پر غور کرنا اور ان کا مذاکرہ کرنا نہایت مناسب اور مفید ہوگا' آیئے! تھوڑی دیر ان آیات کے معانی ومطالب پر غور کریں اور دیکھیں کہ اس سورۃ کے مضامین اور دجال کے فتنے میں کیا مناسبت ہے؟ اور اس میں اس سے حفاظت کا کیا راز پوشیدہ ہے؟

دجال کی دو بڑی خصوصیات ہیں: ایک تو یہ کہ وہ اپنے زمانے میں قوت ودولت کی پرستش کا سب سے بڑا داعی ہوگا اور وہ اس کی علامت بن جائے گا' دوسرے یہ کہ وہ چیزوں کو اس طرح دکھائے گا کہ ان کی حقیقت کچھ ہوگی اور وہ نظر کچھ آئیں گی' ان کے ظاہر وباطن اور ان کی صورت وحقیقت میں زمین آسمان کا فرق ہوگا' عربی میں ''دجل'' و'' تدجیل'' کے معنی ملمع سازی اور نظر فریبی کے ہیں' رانگے پر ملمع کردیا جائے اور وہ چاندی نظر آئے' تانبے پر سونے کا پانی چڑھا دیا جائے اور وہ کھرا سونا معلوم ہونے لگے' یہی ''تدجیل'' ہے' سورۂ کہف میں ایک واقعہ ان لوگوں کا بیان کیا گیا ہے' جنہوں نے وقت کے اقتدار' دولت وطاقت' شان وشوکت اور عزت وعظمت کے سامنے جھکنے سے انکار کردیا اور اصول کو مفادات پر' ضمیر کو نفس پر' دل کی آواز کو ماحول کی دعوت وترغیبات پر اور ایمان کی حفاظت کو جان کی حفاظت پر ترجیح دی اور اپنے عقیدے ومسلک پر آخر دم تک ثابت قدم رہے' یہ اصحاب کہف کا واقعہ ہے' دوسرا واقعہ حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا ہے' جس میں اشیاء کے ظاہر وباطن اور واقعات کے آغاز وانجام میں زمین آسمان کا فرق تھا' ظاہر کا فیصلہ کچھ تھا اور باطن کا فیصلہ کچھ' واقعات کا آغاز کسی اور طرح ہوتا تھا' اور انجام کسی اور طرح' اس طرح یہ سورۃ اپنے اہم ترین مضامین وواقعات کے ذریعہ دجالیت کی روح اور اس کی بنیادوں پر ضرب کاری لگاتی ہے' آیئے اس وقت

اصحاب کہف کے قصے پر غور کریں اور دیکھیں کہ ہمیں اس سے اس زمانے میں کیا پیغام ملتا ہے؟

رومیوں کی حکومت کا دور تھا اور ان کی سلطنت رومۃ الکبریٰ قلب یورپ سے ایشیا کو چک اور شام کی آخری حدود تک تھی' اس عظیم سلطنت میں' جو آدھی دنیا پر حکومت کرتی تھی اور جس کا ڈنکا یورپ سے لے کر ایشیا تک بجتا تھا' بت پرستی اور مشرکانہ عقیدہ اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ گیا تھا' زندگی اور تمدن کا کوئی شعبہ اس کے اثر سے آزاد نہ تھا' ساری زندگی بت پرستی اور اصنام پرستی کے رنگ میں ڈوبی ہوئی تھی' تمدن و تہذیب' حکمت وفلسفہ' ادب وشاعری' فن تعمیر اور فنون لطیفہ سب پر اس کی گہری چھاپ تھی' جن لوگوں کی تاریخ پر نظر ہے' وہ جانتے ہیں کہ اس زمانے میں بت تراشی اور مجسمہ سازی کی صنعت بہت ترقی کر گئی تھی اور رومیوں نے اس میں بڑا نام پیدا کیا تھا' رومی جیسے بت تراش اور مجسمہ ساز دنیا میں کم پیدا ہوئے ہوں گے' انہوں نے ایسے ایسے مجسمے بنائے ہیں کہ ان پر زندہ انسانوں کا دھوکہ ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اب بولے تب بولے۔ جن لوگوں نے روم کی سیر کی ہے وہ ان مجسموں کے سامنے محو حیرت بن کر رہ جاتے ہیں' ان کی اتنی کثرت ہے کہ ایک صحیح الفطرت انسان کو متلی آنے لگتی ہے' بعینہٖ یہی حالت میری ٹیکسلا کے ان تاریخی شہروں کی سیر میں ہوئی جو ایک ہزار' دو دو ہزار سال قبل مسیح کے بتائے جاتے ہیں' اور ان کو کھدائی کر کے ملبے کے نیچے سے برآمد کیا گیا ہے' وہاں بھی گوتم بدھ کے مجسمے اسی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

اسی عظیم سلطنت کے مشرقی حصے میں اب جہاں ترکی کا ملک ہے' ایک شہر "افیسس" نامی تھا (یہ مقام ترکی کے مشہور شہر ازمیر سے ۹۰ کلومیٹر پر واقع ہے) جو اپنے ڈیانا دیوی کے مندر کی وجہ سے ساری دنیا میں شہرت رکھتا تھا' وہ مندر اب بھی دنیا کے سات عجائبات میں شمار ہوتا ہے' اس شہر میں بت پرستی اور نفس پرستی اپنی آخری حدود کو پہنچ گئی تھی' ایک طرف تو عریاں طور پر بت پرستی ہوتی تھی اور دوسری طرف کھلے طور پر نفس پرستی اور شہوانیت کا دور دورہ تھا' تاریخ بتاتی ہے کہ ان دونوں کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے' اکثر نفس پرستی اور شہوانیت نے بت پرستی کے سائے میں ترقی کی ہے' اس کے لئے بت پرستی کا فلسفہ' جو ایک محدود جگہ اور محدود وقت میں اپنے جذبۂ عبودیت اور فروتنی کے اظہار کے بعد ہر ضابطے اور قانون سے آزاد کر دیتا ہے' اور جس میں خدا کے حاضر و ناظر ہونے کا کوئی عقیدہ نہیں پایا جاتا' آزاد نفس پرستی اور شتر بے مہار جیسی زندگی گزارنے کے لئے بہت سازگار ثابت ہوا ہے' یہی نقشہ ہم کو قدیم ہندوستان میں نظر آتا ہے اور یہی علم وحکمت کے مرکز یونان میں نظر آتا ہے' اسی زمانے میں ملک شام میں' جو رومی سلطنت کا ایک مشرقی صوبہ تھا' خدا کے پیغمبر حضرت مسیحؑ پیدا ہوئے اور انہوں نے توحید خالص اور سچی خدا پرستی کی دعوت دی' ان کی دعوت نے جادو کا سا اثر کیا' یہ اثر ان کے حواریوں اور مبلغوں میں بھی آیا اور وہ شام سے نکل کر یورپ تک پہنچے جو لوگ ان کی باتیں سنتے تھے' وہ انہیں کا کلمہ پڑھنے لگتے تھے' اور ان کے دل کی دنیا بدل جاتی تھی' افیسس شہر کے سات نوجوانوں نے بھی ان کی دعوت قبول کی' یہ

یہی سنت اللہ ہے کہ آدمی پہلے اپنے عزم وفیصلے سے کام لے پھر اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے' پہلا قدم آدمی کو اٹھانا پڑتا ہے

امرائے دربار اور ارکین سلطنت کے بیٹے تھے' اور بڑے معزز اور دولت مند گھرانوں کے چشم و چراغ تھے' انہوں نے بت پرستی اور نفس پرستی کی راہ چھوڑ کر خدا پرستی کا راستہ اختیار کیا اور ان کو کچھ اور ہی دھن لگ گئی' اب ان کو بت پرستی اور نفس پرستی ایسی مکروہ معلوم ہونے لگی کہ اس سے ان کو گھن آنے لگی' قرآن کہتا ہے:

> "وہ چند جواں مرد تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے' اور ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کیا اور ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔"

اور یہی سنت اللہ ہے کہ آدمی پہلے اپنے عزم و فیصلے سے کام لے' پھر اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے' پہلا قدم آدمی کو اٹھانا پڑتا ہے' اور یہ قدم اکثر جان پر کھیل کر اٹھایا جاتا ہے' یہیں عزم و ہمت اور دل و جگر کا امتحان ہے' جو اس امتحان میں کامیاب ہوا' آگے کے سب امتحانات اس کے لئے آسان کر دیے جاتے ہیں۔

اب ان کے سامنے وہ مرحلہ آیا جو ایمانی دعوت قبول کرنے والوں کو ہمیشہ پیش آتا رہا ہے' ان کے سرپرستوں اور ان کے ہمدردوں' ان کے بزرگوں اور ان کے دوستوں اور ان کے رفقاء اور ان کے احباب نے حق نصیحت ادا کر دیا اور ان کو زمانے کے نشیب و فراز سمجھائے اور سرد و گرم سے آگاہ کیا' انہوں نے ان کو بڑی دلسوزی اور دردمندی سے نصیحت کی اور دنیا کے تمام عقلاء اور دانش مندوں کی طرح نرمی و سختی' ترغیب وترہیب سے کام لیا۔ انہوں نے کہا کہ تم نے بڑا خطرناک کھیل شروع کیا ہے' تم بڑے ہونہار نوجوان ہو' تم سے تمہارے خاندان کی' تمہارے بہی خواہوں کی بڑی امیدیں وابستہ ہیں کہ تم اپنے اپنے خاندان کا نام روشن کرو گے' سرکاری دربار میں اونچی سے اونچی کرسی تم کو مل سکتی ہے' حکومت کا بڑے سے

ختم نبوۃ

بڑا عہدہ اور شہر کا بڑے سے بڑا اعزاز تمہارا منتظر ہے‘ تم اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہو اور جس شاخ پر تمہارا نشیمن ہے‘ اس پر تیشہ چلا رہے ہو‘ عزیزو! تم اپنا مستقبل کیوں تاریک بنا رہے ہو؟ اور اپنی قسمت پر اپنے ہاتھوں سے کیوں مہر لگا رہے ہو؟

اس موقع پر بے اختیار حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم (ثمود) کا مکالمہ یاد آ گیا‘ ماضی و حال میں ہمیشہ مشابہت رہی ہے‘ اور انسان کی فطرت ہمیشہ سے ایک رہی ہے‘ حضرت صالح علیہ السلام نے جب توحید اور ایمان و عمل صالح کی دعوت شروع کی تو ان کی قوم کے بزرگوں اور فرزانوں نے ان کو اسی ہمدردی اور دل سوزی کے ساتھ سمجھایا‘ انہوں نے کیسی معصومیت اور کس درد کے ساتھ کہا:

”اے صالح! تم تو بڑے ہونہار تھے اور تم سے تو ہماری ...... بڑی توقعات وابستہ تھیں۔“ (سورۂ ہود:۶۲)

ہمیں یقین تھا کہ تمہاری وجہ سے تمہارے خاندان کے دن پھریں گے‘ اور اس کو سربلندی اور عزت حاصل ہوگی‘ تم یہ کیا قصہ لے کر بیٹھ گئے؟ اور تم نے یہ کیا جھگڑا شروع کر دیا؟ کہ یہ توحید ہے اور یہ شرک‘ یہ کفر ہے اور یہ ایمان‘ یہ خبیث ہے اور یہ طیب‘ یہ حلال ہے اور یہ حرام‘ یہ جائز ہے اور یہ ناجائز‘ تمہیں ہمارے عقائد اور ہمارے اعمال سے کیا مطلب؟

”کیا تم ہمیں ان معبودوں کی پرستش سے منع کرتے ہو جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کے وقت سے چلی آ رہی ہے‘ اور ہم تو تمہاری دعوت کی طرف سے بڑے شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گئے ہیں۔“ (سورۂ ہود:۶۲)

جب ان موحد نوجوانوں‘ جن کی تعداد قرآن مجید کے طرز بیان سے سات معلوم ہوتی ہے‘ اس ناصحانہ اور دانش مندانہ گفتگو کا کوئی اثر نہیں ہوا تو ان ناصحوں اور دانشمندوں نے دوسرا لہجہ اختیار کیا اور کہا کہ اب تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں‘ اگر اپنا عقیدہ عزیز ہے تو زندگی سے ہاتھ دھو لو اور اگر زندگی عزیز ہے تو اس عقیدے سے دستبردار ہو جاؤ‘ انہوں نے کہا کہ ہم زندگی سے سو بار ہاتھ دھو لینے کے لئے تیار ہیں‘ لیکن اس عقیدے سے توبہ کرنے کے لئے ایک بار بھی تیار نہیں‘ انہوں نے اس موقع پر جو الفاظ استعمال کئے وہ بڑے معنی خیز‘ عمیق اور وسیع ہیں‘ ان کے شہر اور زمانے کے فرزانوں نے ہر بات میں زندگی کی ضروریات‘ مستقبل کی توقعات‘ کامیابی کے امکانات‘ پرورش کے سامان‘ منصب و عہدہ اور روزی اور معاش کا حوالہ دیا تھا‘ یہ عقیدہ نہ چھوڑو گے اور بہتے ہوئے دھارے کے ساتھ نہ بہو گے تو نوکری نہ ملے گی‘ عہدہ نہیں ملے گا‘ نوکری نہ ملے گی تو کھاؤ گے کیا؟ کھاؤ گے نہیں تو زندہ کیسے رہو گے؟ گویا سب پرورش اور پروردگار کا مسئلہ تھا‘ پرورش کہاں سے ہوگی؟ پالنے والا‘ رزق دینے والا کون؟ انہوں نے اپنے اعلان میں اس کا فیصلہ کر دیا: ”جبکہ وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ ہمارا پروردگار وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے“ گویا انہوں نے اعلان کیا کہ: ”ہم نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اور پا لیا۔“ اب سامان پرورش اور پروردگار کی کوئی پریشانی نہیں‘ پھر ہم نے جس کو اپنا پروردگار مانا ہے وہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے‘ سامان پرورش کا تعلق انہیں دونوں چیزوں سے ہے‘ یا آسمان سے یا زمین سے‘ اور جس کے قبضۂ قدرت میں یہ دونوں ہیں‘ اس کے یہاں سامان پرورش کی کیا کمی؟ اور جو سات آسمانوں کو اور زمین کو تھامے ہوئے ہے‘ اور ان کو ان کا رزق پہنچا رہا ہے‘ کیا وہ سات انسانوں کو پالنے سے عاجز ہے؟

حضرات! سارا جھگڑا ربوبیت کا ہے‘ ”الوہیت“ کا نہیں۔ خدا کی الوہیت بڑے سے بڑے منکروں اور مشرکوں کو تسلیم ہے۔ ساری کشمکش‘ انتخاب کا معرکہ اور ترجیح و اختیار کا امتحان‘ ربوبیت ہی کے بارے میں ہے‘ اور اسی کا زندگی کے ہر مرحلے سے تعلق ہے‘ جس نے اس کے بارے میں صحیح فیصلہ کیا اور ایک مرتبہ اپنے پالنے والے کو پہچان لیا پھر اس کے لئے کوئی امتحان اور کوئی معرکہ نہیں‘ اسی لئے فرمایا گیا ہے:

”جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے‘ پھر وہ اس پر قائم رہے‘ ان پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے: ”نہ خوف کرو اور نہ غم ناک ہو اور بہشت کی‘ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا‘ خوشی مناؤ۔“ (سورۂ حٰم سجدہ:۳۰)

”جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے‘ پھر وہ اس پر قائم رہے‘ ان پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے: ”نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی‘ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا‘ خوشی مناؤ۔“

اور شاید اسی لئے ان سات نوجوانوں کے تعارف میں سب سے پہلے اپنی اسی صفت ربوبیت پر ایمان لانے کا تذکرہ فرمایا گیا۔

اب جب ان ہمدردوں کی یہ منطق ناکام رہی تو انہوں نے ایک دوسری منطق اپنائی‘ انہوں نے کہا کہ کسی مسئلہ کی صداقت کے لئے کوئی نہ کوئی معیار ہونا چاہئے‘ بڑا

ختم نبوۃ

معیار یہ ہے کہ جو حکومت کی کرسیوں پر فائز ہیں' جن کا ملک میں حکم چلتا ہے' اور ایسے اقبال مند اور قسمت کے دھنی ہیں کہ مٹی پر ہاتھ رکھ دیں تو سونا ہو جائے' اور جو ان کے دامن سے وابستہ ہو جائے اس کی قسمت جاگ اٹھے' ان کی اس مسئلہ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اب تم دیکھو کہ رومۃ الکبریٰ کے شہنشاہ اعظم اور اس کے وزیروں اور نائبوں اور جو ان کی طرف سے اس شہر میں حکومت کر رہے ہیں' ان کا مذہب و عقیدہ کیا ہے؟ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ سب ان دیوتاؤں اور دیویوں کے پرستار ہیں' جن کے تم منکر ہو' اب ہم ان کامیاب اور اقبال مند انسانوں کے عقیدے اور مذہب کو تسلیم کریں یا تم چند خفیف العقل' خام عمر اور جذباتی انسانوں کے مذہب و عقیدے کو جو ہر عزت و طاقت سے محروم ہیں' یہی وہ پرانی منطق ہے' جس سے بہت سی گزشتہ قوموں نے کام لیا اور اپنے پیغمبروں کے مقابلہ میں استعمال کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا:

''کیا ہم تمہاری بات مانیں؟
حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارے سب
ماننے والے پست خاندانوں سے تعلق
رکھتے ہیں۔'' (سورۂ شعراء:۱۱۱)

دوسرے الفاظ میں انہوں نے کہا:

''ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمہارے
پیرو وہ لوگ ہیں' جو ہم میں ادنیٰ درجہ کے
ہیں اور انہوں نے بے سوچے سمجھے تمہاری
پیروی اختیار کر لی۔'' (سورۂ ھود:۲۷)

ان عقل مندوں کا ایک فلسفہ یہ بھی تھا کہ کسی چیز کے خیر ہونے کا معیار یہ ہے کہ وہ عمائد شہر اور معززین کے یہاں پہلے نظر آئے' انہوں نے کہا:

''اور منکروں نے مومنوں سے کہا کہ
اگر یہ دین کچھ بہتر ہوتا تو یہ غریب مومن اس
میں ہم سے بازی نہ لے جاتے اور جب وہ
اس سے ہدایت یاب نہ ہوئے تو اب کہیں
گے کہ یہ پرانا جھوٹ ہے۔'' (احقاف:۱۱)

ان کی دلیل یہ تھی کہ موسم کا پہلا پھل اور بازار کا سب سے اچھا میوہ' کپڑے کا سب سے اچھی ڈیزائن' نئی ایجادات و سامان کا سب سے آخری ماڈل پہلے اسی طبقے کے پاس آتا ہے' اور کبھی انہوں نے اس طرح اپنے تعجب کا اظہار کیا کہ:

''کیا اللہ کو اپنی ہدایت اور انعام
کے لئے ہم لوگوں میں یہی گدائے بے نوا
اور فقیر بے سروسامان ملے تھے؟''

افیسس کے موحد نوجوانوں نے اس منطق کی صداقت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ان حکام اور امراء کو اور ان درباری بالانشینوں کو معیار ماننے کے لئے تیار ہیں مگر کس چیز میں؟ کھانے کے ذوق میں' لباس کی تراش خراش میں' فن تعمیر میں' ہم ان چیزوں میں ان کی خوش مذاقی اور صحیح الدماغی کو تسلیم کرتے ہیں' وہ جس کو اچھا کہتے ہیں وہ اچھا ہے' اور جس کو ناپسند کریں وہ ناپسندیدہ ہے' لیکن ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے

''کہہ کہ اے خدا! (اے) بادشاہی
کے مالک! تو جس کو چاہے بادشاہی
بخش دے اور جس سے چاہے
بادشاہی چھین لے' اور جس کو چاہے
عزت دے اور جسے چاہے ذلیل
کرے' ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی
ہاتھ میں ہے' اور بے شک تو ہر چیز پر
قادر ہے''

تیار نہیں کہ عقیدہ اور مذہب میں' اخلاق و اصول اور صواب و ناصواب کے بارے میں یہ سند کی حیثیت رکھتے ہیں' ہم نے اخلاق اور انسانیت کے میدان میں ان کو بہت پست پایا ہے' انہوں نے اپنی ایک ادنیٰ خواہش اور نفس کے معمولی تقاضے کی تکمیل کے لئے بستیوں کی بستیاں اجاڑ دی ہیں اور شہر کے شہر بے چراغ کر دیئے ہیں' ان کو ایک بیوہ کے سر کا دوپٹہ' ایک مفلس کے گھر کا توا اور ایک یتیم کے ہاتھ سے روٹی کا ٹکڑا چھین لینے میں عار نہیں آتی ہے' باقی اگر آپ حکومت کا نام لے کر ہم کو ڈراتے ہیں' اور بار بار حکومت کی کرسی اور سلطنت کے تخت کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو ہم نے اس کی بے ثباتی اور بے وفائی کا خوب تماشا دیکھا ہے' ایسی فانی چیز کو دائمی صداقت کا' جس کو زوال نہیں' معیار قرار نہیں دیا جا سکتا' جو خدا حکومت دیتا ہے' وہی جب چاہے چھین بھی سکتا ہے' اگر کوئی بزرگ بچے کو کھلونا دیتا ہے تو اس سے واپس بھی لے سکتا ہے' بچے کو یہ گھمنڈ نہیں ہونا چاہئے کہ یہ کھلونا ہمیشہ اس کے ہاتھ میں رہے گا اور اس سے لے کر کسی کو دیا نہیں جا سکے گا۔ یہی وہ حقیقت ہے جو قرآن شریف کی اس آیت میں بیان کی گئی ہے:

''کہہ کہ اے خدا! (اے) بادشاہی
کے مالک! تو جس کو چاہے بادشاہی بخش
دے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین
لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے
چاہے ذلیل کرے' ہر طرح کی بھلائی
تیرے ہی ہاتھ میں ہے' اور بے شک تو ہر
چیز پر قادر ہے۔'' (سورۂ آل عمران:۲۶)

آخر ان دانش مندوں کی ساری دلیلیں ناکام گئیں اور وہ جوان مرد اپنے عقیدے پر قائم رہے' اس زمانے میں شہنشاہ روم کا دورہ ہوا اور اس کو معلوم ہوا کہ شہر میں سات سرپھرے نوجوان ہیں' جو ہمارے ہی

نمک خواروں اور درباریوں کے نورِ نظر ہیں' انہوں نے اپنے بزرگوں کی بھی بات نہیں مانی ہے' اس نے حکم دیا کہ ان نوجوانوں کو فلاں مندر میں چڑھاوا چڑھانے پر مجبور کیا جائے اور اگر وہ اس کو قبول نہ کریں تو ان کو سزائے موت دی جائے' ان نوجوانوں نے اس سے انکار کر دیا اور مشورہ کر کے قریب کے پہاڑ کے ایک غار میں پناہ لی اور اپنا ایمان بچانے کا سامان کر لیا' بادشاہ کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے غار کا منہ تیغا کر دیا کہ وہ گھٹ گھٹ کر مر جائیں لیکن خدا نے ان کو میٹھی نیند سلا دیا اور تین سو نو سال تک ان پر نیند طاری رہی۔

اس عرصے میں ملک روم میں انقلاب عظیم آ گیا' رومی شہنشاہ نے عیسائیت قبول کی اور وہ اس کا سرپرست و حامی اور پرجوش مبلغ و داعی بن گیا' پھر خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کو بیدار کیا' ان کا ایک فرستادہ شہر میں آیا تو دیکھا کہ دنیا بدل چکی ہے' عیسائیت اب سرکاری مذہب ہے' اور جو جرم لائق گردن زدنی اور کشتنی تھا اب وہ بڑی عزت اور فخر کی چیز بن گیا ہے' کل کے معتوب آج کے محبوب اور کل کے مجرم آج کے ہیرو ہیں' چنانچہ اس طرح ان کی فراست صحیح نکلی اور ان "دانش مندوں" کی ذہانت جو تصویر کے ایک رخ دیکھتی تھی' ناکام ثابت ہوئی۔

حضرات! قرآن شریف نے یہ قصہ محض تاریخی واقعہ یا دلچسپ داستان کے طور پر نہیں سنایا ہے' بلکہ اس لئے اس کو قرآن مجید میں جگہ دی گئی ہے کہ یہ واقعہ تاریخ میں بار بار پیش آیا ہے' اور ہر وقت اور ہر جگہ پیش آ سکتا ہے' مکہ کے مسلمان بھی اس تجربے سے گزرے' دنیا کے دوسرے ممالک کے مسلمان بھی اس تجربے سے گزرے ہیں' صرف ایمان و یقین' صبر و استقامت اور ایثار و قربانی شرط ہے:

"جو شخص خدا سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے' خدا نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

(سورۂ یوسف: ۹۰)

قرآن ایک زندہ جاوید اور عالمگیر کتاب ہے' اس میں ہر عہد' ہر نسل اور ہر حالت کے لئے رہنمائی ہے' انسانی سیرت اور انسانی نفسیات کا ایک نمونہ وہ تھا جو اوپر گزرا' اب دوسرا نمونہ اسی قرآن حکیم میں دیکھئے' یہ اس کے بالکل بالمقابل دوسرا کردار ہے' قرآن شریف کی زبان سے سنئے:

"اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کنارے پر (کھڑے) ہو کر خدا کی عبادت کرتے ہیں' اگر ان کو کوئی دنیاوی فائدہ

"جو شخص خدا سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے' خدا نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا"

پہنچے تو اس کے سبب مطمئن ہو جائیں' اور اگر کوئی آفت پڑے تو منہ کے بل لوٹ جائیں (یعنی پھر کافر ہو جائیں)' انہوں نے دنیا میں بھی نقصان اٹھایا اور آخرت میں بھی' یہی تو نقصان صریح ہے۔" (سورۂ حج: ۱۱)

یہ قرآن مجید کے اعجاز اور اس کی تصویر کشی کا اعلیٰ نمونہ ہے' یہ آیت کیا ہے؟ ایک مستقل معجزہ' یہ فرد کی بھی تصویر ہے' جماعتوں کی بھی اور قوموں اور ملتوں کی بھی' عربی میں "من" کا اطلاق فرد اور جماعت سب پر ہوتا ہے' لوگوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں' جو خدا کی بندگی کرتے ہیں بالکل کنارے پر کھڑے ہو کر "بندگی کرتے ہیں" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ خالی نماز پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں' اس کے مفہوم میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ خدا کی فرمانبرداری اور اسلامی احکام کی پابندی عین سرحدی لکیر پر کھڑے ہو کر کرتے ہیں' جو اسلام و جاہلیت اور کفر و ایمان کے درمیان کھینچی گئی ہے۔ "علیٰ" حرف کی بلاغت ملاحظہ ہو' اس صورت حال کی اگر کیمرے سے بھی تصویر لی جائے اور بڑے سے بڑا مصور اور نقاش بھی اس کی تصویر کشی کرے تو ایسی بولتی ہوئی تصویر نہیں کھینچ سکتا' ان کی دور بینی اور احتیاط کی پوری تصویر اس چھوٹے سے جملے میں آ گئی' وہ ایسی جگہ کھڑے ہوتے ہیں' جہاں سے ان کے لئے دوسرے محاذ پر منتقل ہو جانا' ایک منطقہ سے دوسرے منطقہ پر پہنچ جانا ہر وقت ممکن رہے اور اس میں ذرا بھی دیر نہ لگے' وہ جما کر پاؤں بھی نہیں رکھتے کہ اٹھانے میں کچھ دیر لگے' وہ پھول کی طرح پاؤں رکھتے ہیں کہ ہوا کے ایک جھونکے میں اور حالات میں ادنیٰ سی تبدیلی واقع ہونے پر وہ دوسری جگہ کھڑے نظر آئیں' ان کا ہاتھ زمانے کی نبض پر رہتا ہے' اور ان کی دور بین نگاہیں حکومت' سوسائٹی اور وقت کے اقتدار کے چشم و ابرو کے اشارے کو دیکھتی رہتی ہیں' ان کا دماغ سود و زیاں اور نفع و نقصان کے موازنے سے ایک لمحہ کے لئے غافل نہیں ہوتا' اگر زمانہ ان کے موقف و مسلک اور ان کے مقام و محل کے مطابق ہوتا ہے تو ان سے بڑھ کر اپنے مسلک کا پرجوش وکیل اور اس کی خدمت میں منہمک کوئی نظر نہیں آتا اور وہ پورے سکون قلب اور اعتماد نفس کے ساتھ اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور اگر حالات ذرا بھی ناسازگار ہوتے ہیں اور وہ حکومت' سوسائٹی اور عوام کے تیور بدلے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ فوراً اپنا مسلک تبدیل کر دیتے ہیں' اور پہلے مسلک کی "تہمت" سے بھی بچتے ہیں۔ ان کو اپنی وضع قطع' اپنے عقائد و خیالات' اپنی تہذیب و معاشرت اور اپنی زبان و کلچر بلکہ اپنی قومیت کو بھی تبدیل کرنے میں کوئی وقت پیش نہیں آتی' اس ابن الوقت گروہ کو دیکھ کر یہ آیت جس طرح

سمجھ میں آتی ہے اور اس کی بلاغت و اعجاز جس طرح نمایاں ہوتا ہے' وہ بڑی سے بڑی تفسیر سے اس طرح نمایاں نہیں ہوتا' خطرے اور شبہ سے بچنے کے لئے اس ابن الوقت گروہ کے انتظامات اور اس کی احتیاط دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے' جب شعائر اسلامی کے اظہار سے کوئی مادی فائدہ حاصل ہوتا ہے یا وہ دولت و وجاہت کے حصول کا ذریعہ ہوتا ہے' یا حکومت و اقتدار اس کے بغیر نہیں مل سکتا تو شعائر اسلامی کا ان سے زیادہ اظہار کرنے والا کوئی نہیں' اور اگر ان کے اظہار میں ادنیٰ درجہ کا خطرہ متصور ہوتا ہے یا اس کی وجہ سے کم سے کم ادنیٰ درجہ کی قربانی دینی پڑتی ہے' تو پھر ان شعائر اسلامی کو بلکہ بنیادی عقائد تک کو وہ سلام کرتے ہیں' اور ان سے اپنا رشتہ ناطہ توڑ لیتے ہیں:

"اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا پر ایمان لائے' جب ان کو خدا کے راستے میں کوئی ایذا پہنچتی ہے تو لوگوں کی ایذا کو یوں سمجھتے ہیں جیسے خدا کا عذاب' اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے مدد پہنچے تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے' کیا جو اہل عالم کے سینے میں ہے خدا اس سے واقف نہیں؟"

(سورۂ عنکبوت:۱۰)

اگر وہ نسبت سرخروئی اور سرفرازی کا باعث ہوتی ہے تو اپنی قدیم تاریخ' اپنے اسلاف اور اپنے دور ماضی کو یاد دلاتے ہیں اور کہیں نہ کہیں سے وہ اپنا تعلق نکال لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو حقیقت حال معلوم ہے۔ عام طور پر ان زمانہ سازوں کا انجام برا ہوتا ہے' اور کسی گروہ میں ان کی وقعت نہیں ہوتی۔ شاعر نے شاید اسی موقعہ کے لئے کہا ہے:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

مجھے معلوم ہے کہ ۱۹۴۷ء کے مارکاٹ کے زمانے میں کتنے آدمیوں نے اپنی اسلامی وضع قطع اس خطرہ کے پیش نظر تبدیل کر دی کہ اس میں مسلمان سمجھ کر مارے جانے کا خطرہ ہے' اس کے مقابلہ میں قوت ایمانی کا ایک پرانا واقعہ سنئے' نصیر خاں بلوچی (والی قلات) اور پنجاب کی سکھ حکومت کے درمیان ایک مرتبہ جنگ ہوئی' دوران جنگ ایک موقع پر نصیر خاں زخمی ہو کر گھوڑے سے گرے' دو سکھ سپاہی پاس سے گزرے' ایک نے چاہا کہ ان کا کام تمام کر دے' اس زمانے کے بلوچی سر پر بڑے بڑے بال رکھتے تھے' نصیر خاں کی بھی لٹیں تھیں' دوسرے سکھ نے کہا کہ نہیں' نہیں' یہ ہمارا بھائی ہے' اس کو نہ مارو' جب جنگ ختم ہوئی اور نصیر خاں بلوچی اپنے دارالحکومت میں پہنچے تو اس نے خود بھی اپنے بال ترشوائے اور پوری قوم کو بھی بال ترشوانے کا حکم دیا' اس نے کہا کہ ان منحوس بالوں نے میرے مسلمان ہونے کے بارے میں شبہ پیدا کر دیا اور میں شہادت سے محروم رہا' دیکھئے! دونوں ذہنیتوں میں کتنا بڑا فرق ہے؟

"ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا"

حضرات! جب حالات سازگار ہوں اور ہوا موافق چل رہی ہو' جب کسی مسلک پر قائم رہنے پر انعام ملتا ہو اور پھول برسائے جاتے ہوں' جب کسی قوم و جماعت کا ستارۂ اقبال بلند ہو اور اس کا بخت یاور' جب کسی جماعت میں شرکت باعث اعزاز ہو اور سرمایۂ افتخار تو اس وقت اس مسلک پر قائم رہنا اور اس عقیدے کا اظہار کرنا کوئی بہادری اور مردانگی نہیں' لیکن جب حالات ناسازگار ہوں اور باد مخالفت تیز و تند چل رہی ہو' جب بڑے بڑے جوان مردوں کے قدم اکھڑ رہے ہوں' جب کسی اصول اور عقیدے کو اختیار کرنا دار و رسن کو دعوت دینے کے مترادف ہو' جب کسی قوم کے تنزل کا زمانہ ہو' اقبال نے اس سے منہ موڑ لیا ہو اور زمانہ کی نگاہیں اس سے پھری ہوئی ہوں' اس وقت اس مسلک پر ثبات و استقامت اور اس جماعت سے انتساب و نسبت بڑے شیر مردوں کا کام اور بڑی وفاداری اور نمک حلالی کی بات ہے' ہر بادشاہ اور حکومت کو ایسے سپاہی کی بڑی قدر ہوتی ہے جو اس وقت میدان جنگ میں کھڑا رہے جب فوج کے پاؤں اکھڑ جاتے ہوں اور بھگدڑ مچ جاتی ہو' ہر رئیس اور امیر کو انہی لوگوں کی قدر ہوتی ہے جو برے وقت میں اس کا ساتھ دیتے ہیں' اور جب ان کے سب پروردہ اور نمک خوار نگاہیں پھیر لیتے ہیں اور ان سے کترانے لگتے ہیں تو وہ اسی طرح ان کے دامن سے وابستہ اور ان کے دروازے پر ایستادہ رہتے ہیں اور وہ اسی طرح ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں' اور آداب بجالاتے ہیں۔

جب کسی اصول اور عقیدہ کو اختیار کرنا دار و رسن کو دعوت دینے کے مترادف ہو' اس وقت اس مسلک پر ثبات و استقامت اور اس جماعت سے انتساب و نسبت بڑے شیر مردوں کا کام اور بڑی وفاداری اور نمک حلالی کی بات ہے

ایک پرانے رئیس ایک صاحب کا بڑا خیال کرتے تھے اور ان کو بہت سے مصاحبین اور جی حضوریوں پر ترجیح دیتے تھے' کسی نے اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ جب ہمارا علاقہ کورٹ ہو گیا تھا تو تنہا یہی شخص

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوة

تھے جنہوں نے ہمارا ساتھ نہ چھوڑا' حقیقت میں محبت و وفاداری کا امتحان عروج و اقبال کے زمانے میں نہیں بلکہ تنزل و ادبار کے زمانے میں ہے' وفاداری اور وابستگی کا ثبوت اس حالت میں نہیں ملتا جب تقرب حاصل ہو بلکہ اس وقت ملتا ہے جب کسمپرسی اور بے التفاتی کا معاملہ کیا جائے' اسی سے حضرت کعب بن مالکؓ کے سچے اور عاشقانہ تعلق کا اظہار ہوتا ہے کہ عین اس حالت میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے سارے مسلمانوں کو ان سے ملنے اور بات کرنے کی ممانعت کر دی تھی اور کوئی ان کی بات کا جواب دینے کا بھی روادار نہیں تھا' حد یہ کہ رفیقہ حیات کو بھی ان سے الگ رہنے کا حکم دیا گیا' بقول ان کے دنیا ان کی آنکھوں میں اندھیر تھی' شہر' شہر نہیں بلکہ قبرستان معلوم ہوتا تھا' اور قرآن کے الفاظ میں دنیا اپنی ساری وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی تھی' اور ان کا دم گھٹنے لگا تھا' اس وقت غسان کے بادشاہ (جس کے انعام و اکرام اور سرفرازی کے سارے عرب میں چرچے تھے) کا دعوت نامہ آتا ہے کہ تمہیں اس کسمپرسی میں پڑے رہنے کی ضرورت نہیں' تم میرے پاس آ جاؤ' میں تم کو نہال کر دوں گا' وہ بجائے اس خط کا استقبال کرنے کے اور اس موقع کو غنیمت سمجھنے کے' اس خط کو بادشاہ غسان کے قاصد کے سامنے جلتے تنور میں ڈال دیتے ہیں اور اپنے محبوب کی طرف سے یہ امتحان برداشت کرتے رہتے ہیں' یہاں تک کہ ان کی مصیبت کے یہ بادل چھٹتے ہیں' اور ان کی اصلاح و تکمیل کے سلسلے میں جتنا وقت ضروری تھا وہ پورا ہو جاتا ہے۔

اسی طرح جب شوال ۵ ہجری میں مدینہ پر قریش نے چڑھائی کی اور چاروں طرف سے مخالفین کی فوجوں کا نرغہ ہوا (اس کو سیر کی کتابوں میں غزوۂ احزاب اور غزوۂ خندق کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے) اور مسلمان مدینہ میں محصور ہو کر رہ گئے' حالت یہ تھی کہ نہ کھانے کا سامان تھا اور نہ کہیں سے کمک آنے کی امید' بھوک' سردی' خوف اور ہر مصیبت کا سامنا تھا' قرآن مجید سے بہتر اس کی کوئی تصویر نہیں کھینچ سکتا:

"جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (مارے دہشت) کے گلوں تک پہنچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔" (الاحزاب:۱۰)

جب آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے تھے' اس وقت ان لوگوں نے جن کو خدا نے ایمان کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا اور جن کا خدا کے وعدوں پر یقین تھا' ان کا ایمان اور قوی ہو گیا اور انہوں نے اس صورت حال سے بالکل الٹا نتیجہ نکالا اور اس بے کسی اور بے بسی کو شکست اور نامرادی کی نہیں بلکہ فتح اور کامرانی کی دلیل بنا لیا:

"اور جب مومنوں نے کافروں کے لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جس کا خدا اور اس کے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا' اور خدا اور اس کے پیغمبر نے سچ کہا تھا' اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہو گئی۔" (الاحزاب:۲۲)

"کہہ کہ اے خدا! (اے) بادشاہی کے مالک! تو جس کو چاہے بادشاہی بخش دے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے' اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے' ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے' اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے"

ان کی دلیل اور منطق یہ تھی کہ غیر معمولی حالات میں غیر معمولی واقعات کا ظہور ہوتا ہے' رات کے اندھیرے سے آفتاب طلوع ہوتا ہے' اور جب زمین بہت پیاسی ہوتی ہے تو بارانِ رحمت کا نزول ہوتا ہے' بعینہٖ یہی دلیل حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس وقت پیش کی اور اس سے تسکین حاصل کی جب یوسف علیہ السلام کے فراق کے بعد بن یامین و یہوداہ کے فراق کا واقعہ پیش آیا' اس وقت انہوں نے فرمایا کہ:

"عجب نہیں کہ خدا ان سب کو میرے پاس لے آئے' بے شک وہ دانا اور حکمت والا ہے۔" (سورۂ یوسف:۸۳)

اور فرمایا:

"میرے بچو! جاؤ' یوسف اور اس کے بھائی کی کچھ ٹوہ لگاؤ' اور اللہ کی رحمت سے کچھ مایوس نہ ہو' اس کی رحمت سے تو بس کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔" (یوسف:۸۷)

حضرات! اسلام پر قائم رہنا' اس سے اپنی نسبت کرنا اور علانیہ اس کے شعائر کا اظہار کرنا اس وقت بھی سعادت و فخر کی بات ہے اور اس میں اس وقت بھی مزہ ہے جب حالات اس کے لئے سازگار ہوں اور جب مسلمانوں کی کامیابی کا دور اور دنیا میں اسلام کا دور دورہ ہو اور کسی معاملہ میں ان کو ناکامی کا منہ نہ دیکھنا پڑتا ہو لیکن امتحان و آزمائش کے موقع پر وفاداری اور جاں نثاری میں جو لذت ہے وہ لذت کسی چیز میں نہیں' یہ وہ وقت ہے جب حق پر قائم رہنے والوں' حق و صداقت کی تبلیغ کرنے والوں اور اپنے عقیدے و ضمیر کی خاطر مفادات اور اعزازات کی قربانی دینے والوں کو اس دنیا ہی میں جنت کا مزہ آنے لگتا ہے' اور ان کے بدن کے روئیں روئیں سے خدا کی حمد و شکر کا ترانہ بلند ہوتا ہے۔

ختم نبوۃ

دُعا مومن کا ہتھیار

عموماً یہ بات مشہور ہے کہ انسان کی قسمت اس کی پیدائش سے پہلے ہی لکھ دی جاتی ہے اور جو لکھ دیا گیا وہ یقیناً ہو کر رہتا ہے خواہ کچھ ہو مگر حدیث میں ہے کہ دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔ فاضل مصنف دعا کے موضوع پر قرآن و حدیث کے جواہر پاروں کا انتخاب پیش فرماتے ہیں

جب انسان خدا کی عبادت کرتا ہے تو خدا اس سے خوش ہوتا ہے اور جب عبادت و بندگی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر دیتا ہے یعنی سوالی بن کر اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور بھی خوش ہو جاتا ہے اور اس کی مراد و تمنا کو قبول فرما کر مانگی ہوئی چیزیں عطا کر دیتا ہے' اسی وجہ سے احادیث میں اللہ سے مانگنے والے کے بڑے فضائل آئے ہیں۔ دنیا میں کسی سے بھی مانگنا ہو تو شرم و حیا محسوس ہوتی ہے اور جس سے مانگا جائے وہ کبھی ناراض بھی ہو جاتا ہے مگر دینے والا اللہ' اس کی بات ہی نرالی ہے' وہ مانگنے والے سے خوش ہوتا ہے اور نہ مانگنے والے سے ناراض ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر غصہ ہوتے ہیں۔'' (مشکوٰۃ ۱/۱۹۵)

کسی نے اس کی ترجمانی ان الفاظ میں کی ہے: ''جو نہ مانگے اس سے تو بیزار ہے''۔

حقیقت یہ ہے کہ دعا میں سستی اور کاہلی بڑی محرومیت کی بات ہے' آفت و مصیبت اور دشمنوں سے نجات کے لئے' بلاؤں کو دور کرنے کے لئے ہم کیا کچھ نہیں کرتے؟ عملیات کے لئے عاملوں کے گرد چکر لگاتے ہیں' اور مشکل سے مشکل تدابیر اختیار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے مگر اصل نسخہ (جو اس جیسے تمام مسائل میں مفید اور نافع ہے) کو اختیار نہیں کرتے' جو ہر تدبیر سے آسان ہے' کہیں یہ غلط فہمی نہ ہو جائے کہ جائز تدابیر کے چھوڑنے کی ترغیب دی جا رہی ہے بلکہ سب سے بڑی تدبیر یعنی دعا کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے' جو دنیا اور آخرت میں نافع ہے' جو مانگنا ہو اللہ سے مانگے' اس لئے کہ اللہ ہی دینے والے ہیں' سب اس کے محتاج بندے ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

مفتی احمد عبدالحسیب تنویر قاسمی

''اے لوگو! تم سب کے سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز اور لائق تعریف ہے۔''

لہٰذا بندے کو چاہئے کہ اپنی تمام تر ضرورتیں چاہے' وہ چھوٹی ہوں یا بڑی' دنیوی ہوں یا اخروی' محتاج بندوں کے سامنے پیش کرنے کے بجائے اس ذات کے سامنے پیش کرے جو غنی ہے' جس کے خزانہ میں کبھی کمی نہیں آتی' اور وہ ذات کبھی محروم نہیں کرتی' اگر خدائے پاک کسی دعا کے بارے میں حکمت و مصلحت کے پیش نظر اسے قبول نہ کریں تو یہ ممکن ہے مگر کوئی بھی دعا ضائع نہیں ہوتی' آخرت میں ضرور کام آئے گی۔

اللہ نے مانگنے کا حکم دیا:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''ادعونی استجب لکم۔'' (سورۂ مومن)

(اے بندو! مجھ سے مانگو' میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا)

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

''ادعوا ربکم تضرعاً و خفیہ۔'' (سورۂ اعراف)

(اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ خفیہ انداز سے پکارو)

ایک جگہ مزید وضاحت کے ساتھ فرمایا:

''و اذا سالک عبادی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان'' (سورۂ بقرہ:۱۸۶)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو (آپ فرما دیجئے کہ) میں قریب ہوں اور مانگنے والے کی پکار کو منظور کرتا ہوں)

ان آیات میں اللہ نے بندوں کی مراد' دعا اور تمنا کو پورا کرنے کا وعدہ فرمایا' ترمذی شریف میں ہے

ختم نبوۃ

کہ آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں۔ (۱۷۵/۲)

دعا مومن کا ہتھیار ہے:

حضرت علیؓ سے مروی ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''دعا مومن کا ہتھیار ہے۔''

اس حدیث میں ''دعا مومن کا ہتھیار ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ دعا سے بڑی بڑی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں' شیطانی حملوں سے حفاظت ہوتی ہے' انسانی دشمنوں پر فتح یابی حاصل ہوتی ہے' ظالموں سے نجات ملتی ہے' اس لئے اس کو مومن کا ہتھیار قرار دیا گیا ہے۔

اللہ بے حساب معاف فرماتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان کو جب دھتکار دیا گیا تو اس نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ: ''آپ کی عزت کی قسم! آپ کے بندوں کو بہکاتا ہی رہوں گا جب تک کہ روحیں ان کے جسموں میں ہوں گی۔'' جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''اپنی عزت و رفعت شان کی قسم! جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے' ان کو بخشتا ہی رہوں گا۔'' (الترغیب و الترہیب)

اللہ کے دینے سے اس کی دولت گھٹتی نہیں:

دنیا میں جو کچھ ہے یہ سب اللہ کی دی ہوئی چیزیں ہیں اور عام طور پر خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے مگر اللہ کے خزانے سے کم نہیں ہوتا' وہ برکتوں کا خزانہ ہے' اس میں کبھی کمی نہیں آتی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کا ہاتھ ہر وقت بھرا ہوا ہے' وہ کتنا ہی خرچ فرمادے' کم نہیں ہوتا' رات' دن خرچ فرماتے ہیں' تم ہی بتاؤ؟ جب سے اس نے آسمان و زمین پیدا فرمائے ہیں' کتنا خرچ فرمادیا؟ حالانکہ جو اس کے ہاتھ میں تھا اس میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوا۔''

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے ضرور اپنی حاجت کا سوال کرے' یہاں تک کہ چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اسی سے مانگو اور اگر نمک کی حاجت ہو تو وہ بھی اسی سے طلب کرو

چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اللہ سے مانگو:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے ضرور اپنی حاجت کا سوال کرے' یہاں تک کہ چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اسی سے مانگو اور اگر نمک کی حاجت ہو تو وہ بھی اسی سے طلب کرو۔ (مجمع الزوائد)

دعا کی مقبولیت کس کو کہتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بھی مسلمان اللہ کے حضور دعا کرتا ہے' جس میں گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک عنایت فرماتا ہے:

۱:...... یا تو جو مانگا ہے' اس کو قبول فرمالیتا ہے اور مانگی ہوئی چیز دنیا ہی میں اس کو دے دی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۵۹' تحفۃ المسلمین ۱/۲۹۳)

۲:...... یا دعا کرنے والے کو جو چیز مانگی وہ تو نہیں' البتہ اس کے مماثل چیز عنایت فرمادیتے ہیں' یا عطا کئے بغیر کوئی آفت یا مصیبت آرہی ہو تو اس سے بچادیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۵۹)

۳:...... یا اس دعا کو دنیا کے بجائے آخرت کے لئے ذخیرہ بنادیتے ہیں اور دعا کے عوض ثواب آخرت میں کئی گنا اضافہ کے ساتھ عطا فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۵۹' کتاب الدعاء)

دعا کرنا کبھی نہ چھوڑے:

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ جب تک گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے (یعنی گناہ کی چیز نہ مانگے اور رشتہ ناطے کو ختم کرنے کی دعا نہ کرے) اور قبولیت کے لئے جلدی نہ کرے تو اس کی دعا ضرور قبول ہوجاتی ہے' صحابہؓ نے پوچھا کہ جلدی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جلدی کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کہتا ہے کہ میں نے دعا کی اور قبولیت کے آثار دکھائی نہیں دیتے یہ کہہ کر وہ ناامید ہوجاتا ہے' پھر دعا بھی چھوڑ دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۴۹)

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا رب زندہ اور فیاض (خوب دینے والا) ہے' جب کوئی اس کے سامنے

ہاتھ پھیلاتا ہے تو سائل کو نامراد لوٹاتے ہوئے اللہ کو شرم محسوس ہوتی ہے۔(ترمذی شریف ۲/۱۹۶)

خوشحالی میں بھی دعا کرے:

آدمی پر جب مصیبت آتی ہے تو دعا کرواتا ہے علماً اور بزرگان دین کی خدمت میں دعا کی درخواست لئے پہنچتا ہے اور جب خوشحالی کا دور اور سلسلہ چلتا ہے تو نہ خود دعا کرتا ہے اور نہ دعا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا کہ بندہ آرام اور خوشی کے زمانہ میں بھی دعا کرتا ہے اور مشکل حالات میں بھی تو فرشتے اللہ کی بارگاہ میں یوں سفارش کرتے ہیں کہ اے بار الٰہ! یہ جانی پہچانی آواز ہے اس کو قبول فرمائیے اور جو بندہ صرف مشکل حالات میں دعا کرتا ہے تو فرشتے انجان بنتے ہیں یوں کہتے ہیں کہ یہ آواز کس کی ہے؟ ہم کو معلوم نہیں اور قبولیت کے لئے سفارش بھی نہیں کرتے۔

دعا سے تقدیر بھی بدل جاتی ہے:

عموماً یہ بات مشہور ہے کہ انسان کی قسمت (تقدیر) اس کی پیدائش سے پہلے ہی لکھ دی جاتی ہے اور جو لکھ دیا گیا وہ یقیناً ہو کر رہتا ہے خواہ کچھ ہو مگر حدیث میں ہے کہ دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔(مشکوٰۃ شریف ۱/۱۹۵)

یعنی کسی کی تقدیر میں خدانخواستہ برائی لکھ دی گئی اور خود اس نے اپنے لئے یا کسی اور نے اس کے لئے خیر کی دعا اللہ سے مانگی تو اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ برائی کو اللہ بھلائی سے بدل دیتے ہیں۔

دعا میں حضور قلبی ضروری ہے:

جس طرح دنیا میں کسی سے کوئی چیز مانگنا ہوتا ہے تو مانگنے سے پہلے عاجزی دکھاتے ہیں اور دینے کے بعد شکریہ ادا کرتے ہیں اسی طرح اللہ جو غنیوں کا غنی بے حد وحساب دینے والا ہے بغیر استحقاق کے ہم کو دیتا ہے اس سے مانگتے وقت دل کو حاضر رکھ کر عاجزی اور اخلاص اور امید کے ساتھ مانگنا چاہئے کہ اللہ یقیناً ہماری دعاؤں کو قبول کرے گا تو مذکورہ کیفیت کے ساتھ مانگی ہوئی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے۔(مجمع الزوائد مشکوٰۃ شریف ۱/۱۹۵ تحفہ ۱/۴۹۵)

نامراد لوٹاتے ہوئے اللہ کو شرم آتی ہے:

دعا کرتے وقت یکسوئی یعنی حضور قلبی ہو بندہ اخلاص کے ساتھ (گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ کرتے ہوئے) مانگتا ہے تو اللہ کو بغیر قبول کئے شرم آتی ہے۔ (بلوغ المرام ۳۱۳) اس لئے اللہ سے مانگتے وقت قبولیت کی امید رکھنی چاہئے۔

دعا کی قبولیت کے لئے شرط:

حضرات علماً نے دعا کی قبولیت کے لئے جہاں دیگر باتوں کو بیان کیا وہیں شرط کے طور پر اس مسئلہ کو بھی بیان کیا ہے کہ اکل حلال ضروری ہے حرام دانہ پیٹ میں جاکر دعاؤں کے اثر کو ختم کردیتا ہے۔

حضرات علماً نے دعا کی قبولیت کے لئے جہاں دیگر باتوں کو بیان کیا ہے وہیں شرط کے طور پر اس مسئلہ کو بھی بیان کیا ہے کہ اکل حلال ضروری ہے حرام دانہ پیٹ میں جاکر دعاؤں کے اثر کو ختم کردیتا ہے

حجاج بن یوسف کا واقعہ مشہور ہے کہ حجاج بڑا ظالم وجابر تھا مختلف وجوہات کی بناء پر اس نے ہزاروں علماً کو شہید کروایا۔ حجاج کے دور میں چند ایسے افراد تھے جن کی دعائیں قبول ہوتی تھیں جن کو مستجاب الدعوات کہا جاتا تھا حجاج کو (چونکہ ظلم وستم اس کا ہر جگہ اور ہر طبقہ کے افراد پر ہوتا تھا) کسی نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ کہیں ان مستجاب الدعوات افراد میں سے کوئی اللہ سے آپ کے خلاف بددعا نہ کردے جس سے آپ کی حکومت کا تختہ الٹ جائے اس سلسلہ میں کوئی تدبیر اختیار کرلیں۔ حجاج نے پوچھا کہ اس بددعا سے بچاؤ اور حفاظت کا طریقہ کیا ہوگا؟ لوگوں نے کہا کہ ان لوگوں کو حرام چیز کھلا دی جائے تو ان کی قبولیت دعا کا اثر ختم ہوجائے گا اور آپ صحیح سلامت اپنی حکومت چلاسکیں گے حجاج کو یہ رائے پسند آئی اور اس نے ایک دن حرام کی آمدنی اور دولت سے دعوت کی ان حضرات کو مدعو کیا اور شاہی دسترخوان سجادیا گیا یہ اللہ والے بھولے بھالے تھے تحقیقات میں گئے بغیر انہوں نے بادشاہ حجاج کی دعوت میں شرکت کرلی اور ماحضر کی مختلف انواع و اقسام کی اشیاء کو تناول فرمایا جب کھانے سے فارغ ہوچکے تو حجاج نے اطمینان بھری سانس لی کہ جس چیز کا مجھے ان حضرات سے ڈر تھا وہ اب ختم ہوگئی یعنی مستجاب الدعوات ہونے کی وجہ سے یہ میرے خلاف اگر بددعا کرتے تو میری حکومت کا تختہ الٹ جاتا مگر اب یہ حرام غذا کھاچکے ان کی دعاؤں میں اب وہ اثر نہیں رہے گا جس کا مجھ کو ڈر ہے۔(الامان والحفیظ)

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص جو اپنے پروردگار سے دعا کرتا ہے کہ اے میرے رب! اور اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس کا کھانا حرام' اس کا پینا حرام' اس کا لباس حرام حتی کہ اس کی نشوونما بھی حرام غذا سے ہوتی ہے تو ایسے آدمی کی دعا کیسے قبول ہوسکتی ہے۔ (مسلم شریف ۱/۳۲۶)

قبولیت دعا کے لئے مخصوص اوقات:

دعا میں اخلاص ہو' حضور قلبی ہو' خشوع ہو تو ایسی دعاؤں کو اللہ یقیناً قبول کرتے ہیں مگر پھر بھی حضرات علماء نے بعض اوقات کی تعیین کردی ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ دعا کا قبول ہونا معلوم ہوتا ہے:

۱:...... نویں ذی الحجہ کو جس کو عرفہ کا دن کہا جاتا ہے' حجاج کرام کے لئے میدان عرفات میں اور غیر حجاج کے لئے اپنے اپنے مقام پر۔

۲:...... سجدہ کی حالت میں' حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ سجدہ کی حالت میں اللہ سے قریب ہوجاتا ہے' اس لئے تم سجدہ کی حالت میں خوب دعا کرو۔ (مسلم شریف ۱/۱۹۱)

نوٹ: سجدہ کی حالت میں نماز کا سجدہ مراد لیا جائے تو نفل نماز کا سجدہ سمجھا جائے گا' اس لئے کہ فرض نماز کے سجدہ میں دعا ثابت نہیں' البتہ کوئی غیر نماز میں' جیسے عموماً لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ فرض نماز اور سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ میں جاکر دعا کرتے ہیں تو اس کی بھی اجازت ہے اور یہ طریقہ قبولیت دعا اور اخلاص و خشوع کی دعا کے لئے موثر اور مجرب بھی ہے۔

۳:...... رمضان المبارک کے مہینہ میں۔

۴:...... سحر (یعنی فجر سے پہلے تہجد کا وقت)

حدیث میں صراحت ملتی ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور پکار لگائی جاتی ہے کہ: "ہے کوئی! مجھ سے دعا کرے' میں اس کی دعا قبول کروں اور ہے کوئی مغفرت کا طلبگار! کہ اس کو مغفرت کا پروانہ دے دیا جائے۔" (بخاری ۱/۱۵۳)

حدیث میں صراحت ملتی ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور پکار لگائی جاتی ہے کہ: "ہے کوئی! مجھ سے دعا کرے' میں اس کی دعا قبول کروں اور ہے کوئی مغفرت کا طلبگار! کہ اس کو مغفرت کا پروانہ دے دیا جائے۔" (صحیح بخاری)

کسی شاعر نے اس مضمون کو اپنی تخلیق میں یوں ذکر کیا ہے:

ہر رات کے پچھلے حصہ میں کچھ دولت لٹتی رہتی ہے
جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے جو جاگتا ہے وہ پاتا ہے

۵:...... جمعہ کے دن' خاص طور پر عصر کے بعد سے سورج ڈوبنے تک اور خطبہ کے لئے خطیب کے منبر پر بیٹھنے سے سلام پھیرنے تک۔ (معارف السنن ۴/۳۰۸)

۶:...... شب قدر' شب برأت۔

۷:...... لیلۃ الجائزۃ' رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہوتے ہی شوال کا چاند نکلنے پر' مغرب میں چاند نکلا تو چاند نکلنے سے لے کر صبح صادق تک کی رات کو لیلۃ الجائزہ یعنی انعام والی رات کہا جاتا ہے۔

۸:...... فرض نمازوں کے بعد۔

۹:...... اذان و اقامت کے درمیان۔

۱۰:...... ختم قرآن کے وقت۔

۱۱:...... کعبۃ اللہ کو دیکھتے وقت۔

دعا کے آداب:

دعا میں چونکہ اللہ سے اپنی ضروریات اور حاجات کو مانگنا ہے' اس لئے اللہ کی کبریائی' قادر مطلق ہونا اور اس کی بزرگی و برتری کا احساس' یہ چیزیں تو بہرحال ضروری ہیں' نیز بزرگان دین نے تجربات کی روشنی میں کچھ مخصوص آداب تحریر فرمائے ہیں جن کو اختیار کرنے سے امید ہے کہ دعا شرف قبولیت حاصل کرے گی: (۱) پاک ہونا' (۲) باوضو ہونا' (۳) دعا کے شروع اور ختم پر اللہ کی حمد و ثنا کرنا اور درود شریف پڑھنا' (۴) دعا سے پہلے دو' چار رکعت نماز پڑھنا' (۵) دعا کی قبولیت کی امید رکھنا نیز اخلاص سے مانگنا' (۶) دونوں ہاتھ سینے کے بالمقابل رکھنا اور دونوں ہاتھوں کے درمیان دو تا چار انگل کا فاصلہ رکھنا' (۷) دعا میں اپنے عاجز ہونے کا اقرار کرنا' (۸) ہر چیز کو تین تین مرتبہ مانگنا' (۹) گناہوں کا اقرار کرکے شرمندگی کا اظہار کرنا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا۔

(بشکریہ ماہنامہ "ندائے شاہی" مراد آباد' انڈیا)

ختم نبوۃ

میں مُسلمان کیسے ہوا؟

مولانا قاری محمد ابوبکر سے انٹرویو

"میں ورزش سمجھ کر نماز کی صف میں کھڑا ہوا مگر چند دنوں میں میری کایا پلٹ گئی اور نماز کی برکت سے میں مسلمان ہوگیا۔" یہ ایک نومسلم کے تاثرات ہیں۔ اسلامی احکامات نے اس کے باطن کو کس طرح تبدیل کیا؟ اس کی تفصیل جاننے کے لئے درج ذیل انٹرویو ملاحظہ فرمائیے:

انٹرویو: مولانا منظور احمد الحسینی

حضرت مولانا منظور احمد الحسینی صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر ہیں اور آج کل لندن میں مقیم ہیں۔ مولانا موصوف متعدد مرتبہ جماعت کی طرف سے بیرونی ممالک کے سفر کر چکے ہیں۔ جنوبی افریقہ کے سفر کے دوران ان کی ملاقات اسٹمبر گ شہر کے نومسلم مولانا قاری محمد ابوبکر سے ہوئی۔ مولانا قاری محمد ابوبکر نے دورانِ گفتگو انہیں بتایا کہ وہ ہندو سے مسلمان ہوئے ہیں جبکہ ان کے والدین اور اکثر اعزہ ہنوز غیر مسلم ہیں۔ اس موقع پر مولانا موصوف نے قاری صاحب سے ایک انٹرویو لیا جسے قارئین کی دلچسپی کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

سوال:...... آپ کتنے سال کی عمر میں مسلمان ہوئے؟

جواب:...... میں ۱۹ سال کی عمر میں مسلمان ہوا۔

سوال:...... آپ کیسے مسلمان ہوئے؟

جواب:...... میرا گھر مسلمانوں کی مسجد کے قریب تھا ایک دن میں نے عصر کے وقت مسجد میں جھانکا تو دیکھا کہ سب لوگ لائن لگا کر کھڑے ہیں' لائن نہایت سیدھی تھی' اس دوران میں ان کے دوسرے اعمال کو بھی دیکھتا رہا۔ مجھے یہ منظر بہت اچھا لگا اور میں وہیں کھڑا ہوگیا اور آخر تک دیکھتا رہا' میں نے اپنی سمجھ کے مطابق اس کو ایک ایکسر سائز (ورزش) سمجھا اور سوچا کہ مسلمان حضرات ورزش کر رہے ہیں' کئی دن تک میں یہ عمل دیکھتا رہا۔ آخر ایک دن مجھ سے رہا نہ گیا' میں نے ایک مسلمان سے جب وہ اس عمل سے فارغ ہوکر باہر نکلا' ہمت کر کے پوچھ ہی لیا کہ کیا میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوسکتا ہوں؟ انہوں نے بڑی محبت سے جواب دیا کہ کیوں نہیں' اگر آپ غسل کر کے پاک صاف ہوکر آجائیں تو ہمارے ساتھ کھڑے ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ دوسرے دن میں ان کے کہنے کے مطابق غسل کر کے گیا اور ان کے ساتھ صف میں کھڑا ہوگیا۔ کسی نے مجھے کچھ نہ کہا۔ میں اسی طرح مسجد میں غسل کر کے داخل ہوجاتا اور لائن میں کھڑا ہوجاتا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ چند دن گزرنے کے بعد میں نے کہا کہ آپ لوگ اچھی مشق کرتے ہیں' اس میں جسم کے ہر ہر جوڑ کی ورزش ہے' اس مسلمان نے کہا کہ جناب یہ کوئی ورزش وغیرہ نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور رات دن میں ہم پانچ مرتبہ یہ عبادت کرتے ہیں' اور یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ چنانچہ انہوں نے تفصیلی طور پر مجھے بتلایا اور یہ بھی بتلایا کہ ہم صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور اسی کے لئے جھکتے اور سر جھکاتے ہیں۔ ایک مسلمان جب یہ اس عبادت کی خصوصیات بتلا رہا تھا تو مجھ پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ پھر اس مسلمان نے اسلام کی تمام تعلیمات کا اجمالی خاکہ میرے سامنے کھینچا۔ یہ دن گزر گیا اور پھر میں نے اسلام کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا شروع کر دیا اور نماز کے لئے باقاعدہ آتا رہا۔ اب آہستہ آہستہ میرے دل کی کیفیت بدلنے لگی' ایک دن میں نے اسی مسلمان سے کہا کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں' آپ لوگوں کی اس عبادت (نماز) نے اسلام کو میرے دل میں پیوست کر دیا ہے' چنانچہ وہ مجھے امام صاحب کے پاس لے گئے' اس وقت کچھ اور علماً بھی موجود تھے' میں نے سب کی موجودگی میں اسلام قبول کر لیا۔

ختم نبوۃ

سوال:...... آپ نے جب ہندو مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا تو آپ کے گھر والوں نے آپ کو کچھ نہ کہا؟

جواب:...... میرے گھر والوں نے مجھ پر بہت سختی کی مگر میں نے ہر قسم کی سختی برداشت کی اور اسلام پر پختہ رہا' یہاں تک کہ میں نے اسلام سیکھنے کا مکمل ارادہ کرلیا۔

سوال:...... آپ نے دینی علوم کس طرح اور کون سے مدارس سے حاصل کئے؟

جواب:...... ابتدائی دنوں میں' میں نے اجمالی طور پر دین میں پختگی حاصل کرنے کے لئے کچھ وقت تبلیغی جماعت کے ساتھ لگایا' جب میں بستی نظام الدین دہلی (انڈیا) گیا تو مولانا محمد عمر پالن پوریؒ اور حضرت مولانا انعام الحسنؒ کے مشورے سے درس نظامی کی تعلیم کے حصول کے لئے دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور پہنچا اور وہاں نہایت محنت کے ساتھ ۶ سال کے کورس کو ۴ سال میں مکمل کیا اور عالم بن کر سند فراغت حاصل کی۔ بعد ازاں میں جنوبی افریقہ واپس چلا آیا' ڈیڑھ ماہ بعد میرا نکاح ہوگیا۔ چند ماہ گزرنے کے بعد میں اپنی اہلیہ سمیت دوبارہ بنگلور پہنچا اور قرأت وتجوید سیکھی' تقریباً ۸ ماہ بعد میں واپس ہوا اور ملو شہر میں کچھ عرصہ امام ومدرس جامع مسجد رہا' بعد ازاں اسٹمبر گ آ گیا اور اس وقت سے اب تک یہاں قرآن مجید پڑھانے کی خدمت انجام دینے میں مصروف ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر بہت خوش ہوں کہ اس نے مجھے ہندو مذہب سے نکال کر اسلام کی روشنی بخشی اور پھر اپنی کتاب قرآن مجید کی تعلیم وتدریس کے لئے قبول فرمایا۔ یہ محض اس کریم آقا کی ذرہ نوازی ہے۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی

مساجد کے لئے خاص رعایت
جبار کارپٹس
پتہ: این آر ایونیو
نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری، ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ

ختم نبوۃ

کیا اسی کا نام ایمان ہے؟

آج اگر ہمارا ایمان سچا ہو جائے اور ہم اعمال صالحہ اختیار کر لیں' شادی میں' غمی میں' لینے دینے میں' ملنے جلنے میں' کاروبار میں' صورت میں' سیرت میں' غرض ہر چیز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کر لیں تو آج بھی ہم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔ حضرت مؤلف کی اس موضوع پر ایک نادر تحریر

مولانا محمد احمد صاحبؒ

یاد رکھو! ایک آدمی اگر کوئی گناہ کا کام کرتا ہے اور دوسرا اس کے ساتھ ہو جاتا ہے تو وہ بھی گناہ میں شریک سمجھا جاتا ہے اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم اپنی برادری کو' دوستوں کو ناراض نہیں کر سکتے' مگر اللہ اور اس کے رسول کو ناراض کر لیتے ہیں۔

مولانا محمد الیاس صاحبؒ جو دلی میں تھے' تبلیغی جماعت انہی کی طرف منسوب ہے' وہ فرماتے تھے کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ شادی بیاہ میں بھائی بند کو راضی کرتے ہیں' چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں سے دشمنی اور بگاڑ ہوتا ہے ایسے موقعوں پر ان کو سو طرح خوشامد کر کے راضی کرتے اور مناتے ہیں' حتیٰ کہ (رعیت) کو بھی راضی کرتے ہیں' ایسے وقت میں وہ بھی اکڑ جاتے ہیں کہ آج تقریب ہے' ہم کچھ لے کر رہیں گے اور آپ ان کو دے کر خوش کرتے ہیں۔ اسی کو مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ قیامت نہیں ہے کہ برادری کو راضی کرتے ہو اور پرجوں کو راضی کرتے ہو مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرتے ہو۔

کہاں ہے امت؟ کہ خدا ناراض ہو جائے تو پرواہ نہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو جائیں تو پرواہ نہیں' قرآن کے خلاف کرے تو پرواہ نہیں' حدیث کے خلاف کرے تو پرواہ نہیں' کیا اسی کا نام ایمان ہے؟ اور مومن کی یہی شان ہے؟ صحابہ کرامؓ کو تو ہر وقت اسی کی فکر رہتی تھی کہ اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے خوش رکھیں' ہائے افسوس! مسلمان کہاں پہنچ چکے ہیں۔

غزوۂ تبوک میں جب شدت کی دھوپ کا زمانہ تھا' کھجور بھی پک رہے تھے' منافقین اس غزوہ میں شریک نہیں ہوئے اور تین مخلص صحابی بھی رہ گئے تھے۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ بعد میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لیں گے مگر نہیں جا سکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم منزل بہ منزل وہاں پہنچ گئے۔ جب مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو منافقین نے آ کر جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنے عذر بیان کئے اور آپؐ نے ان کے ظاہر حال پر نظر کرتے ہوئے اولاً قبول فرمالیا' پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کی قلعی کھول دی اور سب منافقین رسوا ہوئے' مگر یہ تین صحابی جو سچے اور مخلص تھے انہوں نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی غلطی کا صاف صاف اقرار کر لیا کہ اے اللہ کے محبوب! ہمارے پاس سواری بھی تھی اور ہتھیار بھی تھے' سب انتظام تھا' کوئی عذر نہ تھا' محض سستی کی بنا پر ہم آپ کے ساتھ نہ جا سکے' اللہ کے محبوبؐ نے اتنی سی بات پر حضرت کعبؓ اور ان کے دونوں ساتھیوں کے بارے میں جو کہ بدر میں شریک ہونے والے' احد میں شریک رہنے والے' نماز پڑھنے والے' زکوٰۃ دینے والے سب کچھ تھے' مگر ایک مرتبہ سستی سے جہاد میں شریک نہیں ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو حکم فرمادیا کہ کوئی ان سے کلام نہ کرے' چنانچہ وہ مدینہ کی گلیوں میں گھومتے پھرتے تھے مگر نہ تو کوئی ان کو سلام کرتا تھا اور نہ ان کے سلام کا جواب دیتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے تو آپؐ ان کی طرف سے منہ پھیر لیتے تھے۔

حضرت کعب بن مالکؓ خود ہی نقل فرماتے ہیں کہ میں ایک روز نہایت رنج والم میں مدینہ سے باہر نکلا' ابوقتادہؓ میرے چچازاد بھائی تھے اور ہم دونوں میں نہایت محبت تھی' میں ان کے پاس چلا گیا اور ان کو سلام کیا تو انہوں نے جواب تک نہیں دیا اور منہ پھیر لیا۔ میں نے کہا کہ ابوقتادہ! تم خوب جانتے ہو کہ میں خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہوں

اور نفاق و شرک کا میرے دل پر کوئی اثر نہیں' پھر تم کیوں مجھ سے بات نہیں کرتے؟ ابوقتادہؓ نے اب بھی جواب نہ دیا' جب میں نے تین بار اسی بات کو دہرایا تو صرف اتنا جواب دیا کہ: ''الله و رسوله اعلم '' یعنی اللہ اور رسول ہی کو خوب معلوم ہے' مجھے بہت ہی رقت ہوئی اور میں خوب ہی رویا' اس کے بعد شہر کو لوٹ کر آیا اور مدینہ کے بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک قبطی جو شام سے غلہ فروخت کرنے کے لئے آیا تھا' یہ اعلان کر رہا تھا کہ مجھے کوئی کعب بن مالک کا پتہ بتلادے' لوگوں نے مجھے دیکھ کر میری طرف اشارہ کر دیا۔ چنانچہ وہ قبطی میرے پاس آیا اور غسان کے عیسائی بادشاہ کا ایک خط دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے سردار نے تم پر انتہائی ظلم کر رکھا ہے اور سخت بے وفائی کا معاملہ کیا ہے' اللہ تعالیٰ تم کو اس ذلت اور ناقدری کی جگہ نہ رکھے' سو اگر تم وہاں سے منتقل ہونا چاہو تو ہمارے پاس آ جاؤ' ہم تمہاری ہر طرح غم خواری اور مدد کریں گے' جب میں نے عیسائی بادشاہ کے اس خط کو پڑھا تو اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی میری ایک آزمائش ہے اور اس سے مجھے بہت صدمہ ہوا کہ میرے بارے میں کافر لوگ طمع کرنے لگے' پھر میں نے اس خط کو تنور میں ڈال کر نذر آتش کر دیا۔

ابن عابد کی روایت ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ نے اس خط کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے اعراض کی وجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے اور میں اس نوبت کو پہنچ

''اے اللہ کے رسولؐ! آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہو تو میری اتباع کرو' اللہ تم کو محبوب بنائے گا۔''

گیا کہ میری طرف مشرکین رغبت کرنے لگے اور اپنی طرف مائل کرنے کے خواہشمند ہونے لگے' بہرحال کعب بن مالکؓ پر اسی حالت میں چالیس دن گزرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد خزیمہ بن ثابتؓ یہ حکم لے کر پہنچے کہ اپنی اہلیہ سے علیحدگی اختیار کر لو۔ انہوں نے پوچھا کہ طلاق دے دوں؟ تو کہا کہ نہیں بلکہ بیوی سے علیحدہ رہیں' اس سے ملاقات نہ کریں۔ چنانچہ اپنی بیوی کو میں نے میکے بھیج دیا' الغرض اب بیوی سے بھی جدائی ہو گئی اور پچاس دن تک وہ اسی حال میں تڑپتے رہے کہ زمین باوجود کشادگی کے ان پر تنگ نظر آتی تھی' کوئی بھی ان کو اپنا نظر نہیں آتا تھا' دنیا ہی ان کے لئے تاریک تھی اور پچاس دن کے بعد قرآن کی آیات نازل ہوئیں اور ان کی توبہ قبول ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

''اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا' یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدا کی گرفت سے پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے' پھر ان کے حال پر بھی خاص توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی رجوع رہا کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہیں۔'' (پ۱۱)

آپ بتلایئے کہ ایک غلطی کی وجہ سے مخلص اور سچے صحابی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیسا عتاب ہوا' اور ہم جان بوجھ کر نماز قضا کریں' زکوٰۃ ترک کریں' اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریں' جھوٹ بولیں' غیبت کریں' بہتان لگائیں' قرآن و حدیث کے احکام سے کوسوں دور ہو جائیں' تب بھی مسلمان ہیں' اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں؟ آخر یہ کیسے مسلمان ہیں اور یہ کون سی محبت ہے؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ:

''اے اللہ کے رسولؐ! آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہو تو میری اتباع کرو' اللہ تم کو محبوب بنائے گا۔''

اور پھر فرماتے ہیں:

''قسم ہے زمانہ کی! تمام انسان گھاٹے میں ہیں' مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیا۔''

نیک کام وہی ہے جو شریعت سے ثابت ہو اور جو چیز شریعت سے ثابت نہیں' اس کو کتنا ہی لوگ کہیں وہ ہرگز نیک کام نہیں ہو سکتا' جو کام صحابہؓ نے نہیں کیا' تابعین نے نہیں کیا' تبع تابعینؒ نے نہیں کیا' محدثینؒ نے نہیں کیا' ائمہ مجتہدینؒ نے

نہیں کیا وہ کام ٹھیک نہیں ہے' اصول شرع تو چار ہی ہیں جن سے احکام ثابت ہوتے ہیں' کتاب اللہ' سنت رسول اللہ' اجماع امت اور قیاس مجتہد' ان چاروں دلیلوں کے علاوہ اور کسی چیز سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوسکتا۔

آج اگر ہمارا ایمان سچا ہو جائے اور اعمال صالحہ اختیار کرلیں' شادی میں' غمی میں' لینے دینے میں' ملنے جلنے میں' کاروبار میں' صورت میں' سیرت میں' غرض ہر چیز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کرلیں تو آج بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔

بہت سے لوگ بزرگی صرف کرامت کو سمجھتے ہیں اور ہمارے بہت سے حضرات عوام کے سامنے کرامتوں کو اس طرح بیان کرتے ہیں جیسے یہی سب کچھ ہے' اس کے بغیر آدمی بزرگ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ بہت بڑا دھوکہ ہے اور اکثر عوام کی گمراہی کا سبب بنتا ہے' اصل بزرگی اتباع سنت ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ سے کسی نے آکر کہا کہ فلاں بزرگ ہوا پر اڑتے ہیں اور ایک مہینہ کا راستہ ایک دن میں طے کرلیتے ہیں' تو فرمایا کہ وہ تو ایک مہینہ کا راستہ ایک دن میں طے کرتے ہیں اور شیطان مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں طے کرتا ہے' تو تم اسی کے معتقد ہو جاؤ' ہوا پر اڑنا کرامت نہیں ہے بلکہ اصل کرامت یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو۔

ایک بزرگ دریائے دجلہ میں پانی پر مصلی بچھا کر نماز پڑھ رہے تھے اسی اثنا میں ایک دوسرے بزرگ وہاں آئے اور ہوا پر مصلی بچھا کر نماز پڑھنے لگے' جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم نے دریا میں نماز پڑھ لی تو کیا ہوا؟ پانی میں مچھلیاں بھی رہتی ہیں' اور میں نے ہوا میں نماز پڑھ لی تو کیا ہوا؟ ہوا میں چڑیاں بھی رہتی ہیں' اگر یہ کوئی کمال ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی پانی اور ہوا میں نماز پڑھتے مگر آپؐ نے ہمیشہ زمین پر نماز پڑھی اور آپ کا دل عرش پر رہتا تھا۔ یہ ہے اصل کمال کہ آدمی زمین پر نماز پڑھے اور اس کا دل عرش پر ہو' اور ساری بزرگی اسی میں ہے کہ سنت کی پیروی کرے۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ بہت بڑے قطب زمانہ تھے' ان کو شیخ اکبر کہا جاتا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پیر رکھنا اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں نکالنا سنت ہے' جو اس کو سنت سمجھ کر کرتا ہے تو یہ اتنی بڑی کرامت ہے کہ سو مرتبہ ہوا میں اڑنا اس کے مقابلے میں کچھ نہیں' وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں اتباع سنت ہے اور اتباع سنت سے قرب ہوتا ہے اور ہوا پر اڑنے سے کچھ بھی قرب نہیں ہوتا۔ اگر ہم سنت کا راستہ اختیار کرلیں تو رحمت کا دروازہ کھل جائے' اس لئے ہم کو چاہئے کہ اپنے کو تبدیل کریں۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پیر رکھنا اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں نکالنا سنت ہے' جو اس کو سنت سمجھ کر کرتا ہے تو یہ اتنی بڑی کرامت ہے کہ سو مرتبہ ہوا میں اڑنا اس کے مقابلے میں کچھ نہیں' وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں اتباع سنت ہے اور اتباع سنت سے قرب ہوتا ہے اور ہوا پر اڑنے سے کچھ بھی قرب نہیں ہوتا

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چلنے کا پہلا دروازہ توبہ ہے' بغیر اس سے پار ہوئے آدمی آگے نہیں چل سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> ”وہ مجاہدین ایسے ہیں کہ توبہ کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے ہیں' اللہ کی حمد کرنے والے ہیں' خدا کی راہ میں پھرنے والے ہیں' رکوع کرنے والے ہیں' سجدہ کرنے والے ہیں' نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے ہیں' اور بری باتوں سے باز رکھنے والے ہیں' اور خدا کی حدود کا خیال رکھنے والے ہیں اور ایسے مومنین کو (جن میں یہ صفات ہوں) آپ خوشخبری سنا دیجئے (کہ ان سے جنت کا وعدہ مذکور ہے)۔“

اس آیت میں سب صفات سے مقدم توبہ کو فرمایا ہے' اسی لئے بزرگوں نے پہلا دروازہ توبہ کو قرار دیا ہے' جس طرح احکام ظاہری میں سب سے مقدم ہے کہ ناپاک آدمی نماز نہیں پڑھ سکتا' اس کے لئے غسل کرتا ہے' پاک ہوتا ہے' نماز کے لئے یہ شرط ہے کہ جسم پاک ہو' جگہ پاک ہو' کپڑا پاک ہو' تب نماز ہوتی ہے اسی طرح دل کا پاک ہونا بھی

ضروری ہے اور توبہ کے ذریعہ دل ہی پاک کیا جاتا ہے' اگر ہم نے سب کچھ پاک کرلیا مگر ہمارا دل ناپاک ہے تو ہماری نماز کیسی ہوگی؟ یہ ظاہر ہے' اسی دل کو پاک کرنے کے لئے اور دل کو دل بنانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب ودانشمندی سکھلاتے ہیں۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے ہی دلوں کو پاک کردیا اور آپ کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ نفوس کا تزکیہ فرمائیں اور اسی طرح یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے سچے جانشینوں کی صحبت سے لوگوں کے قلوب پاک ہوتے رہیں گے' جو کوئی اللہ والوں کا دامن تھام لے گا اس کا دل بھی پاک ہوجائے گا۔

اب ہمارا حال یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں جی نہیں لگتا' ناچ گانوں کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں' بری صحبتوں میں وقت گزارتے ہیں اور ہوٹلوں میں بیٹھ کر اخبار دیکھتے ہیں' قصے کہانیوں کی کتاب کو خوب شوق سے پڑھتے ہیں مگر اللہ کی کتاب کو نہیں پڑھتے اور اللہ والوں کی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے' ہمارے مردوں کا بھی یہی حال ہے اور عورتوں کا بھی' رہے بچے تو وہ بڑوں ہی سے سیکھتے ہیں۔ (ماخوذ از روح البیان)

(بشکریہ ماہنامہ "تعمیر حیات" لکھنؤ)

اہم گزارش

ہفت روزہ "ختم نبوت" میں موصول ہونے والے مضامین مختلف حضرات کے نام بھیجے جاتے تھے۔ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر آئندہ جو مضامین ہفت روزہ "ختم نبوت" کے لئے بھیجے جائیں کسی فرد کے نام پر نہیں بلکہ صرف "ایڈیٹر" ہفت روزہ "ختم نبوت" کے نام بھیجے جائیں۔ (ادارہ)

HB™
A Trustworthy Name
HB™
HAMEED BROS JEWELLERS
3,MOHAN TARRACE, SHAHRA-E-IRAQ, SADDAR, KARACHI-3.
HB™
حمید برادرز جیولرز
3 موہن ٹیرس' نزد جلال دین' شاہراہ عراق' صدر کراچی

قادیانی انقطاع

(۱) دعائے مغفرت کی ممانعت:

سوال: کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلۂ احمدیہ میں داخل نہ ہو (یعنی قادیانی نہ ہو۔ للمؤلف) یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے؟

جواب: غیر احمدیوں کا (یعنی مسلمان کا للمؤلف) کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۵۹ فروری ۱۹۲۱ء)

قانون یہ ہے کہ:

(۱) انبیاً علیہم السلام میں سے ایک نبی کا بھی انکار کیا جائے تو انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(۲) جو شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو بعد از موت اس کے لئے دعائے استغفار جائز نہیں۔

احمدیوں (قادیانیوں) کی پوزیشن یہ ہے:

(۱) وہ مرزا غلام احمد صاحب کو ایسا نبی ہی بلحاظ حقیقت نبوت مانتے ہیں جیسے حضرت محمد مصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نبی تھے۔

(۲) اس لئے جو شخص مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے لئے دعائے استغفار جائز نہیں۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۳۰ ص ۳ مورخہ ۱۷/ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

(۲) مسلمان کا جنازہ:

''حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی کافر کا جنازہ پڑھا تو وہ ابتدائے زمانہ اسلام کی بات تھی' جب کہ تبلیغ پورے طور پر نہ ہو چکی تھی' بعد میں مشرکین کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ رہی' اگر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین کے جنازہ کی اجازت دی تو وہ بھی اوائل کی بات تھی' بعد میں اگر کسی نے اس فتویٰ کو جاری سمجھا تو وہ اس کی اجتہادی غلطی

پروفیسر محمد الیاس برنی

تھی' جس کو حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) نے صاف حکم کے ساتھ رد کر دیا کہ غیر احمدی کا (یعنی مسلمان کا للمؤلف) جنازہ ہرگز جائز نہیں۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۹/ اپریل ۱۹۱۹ء)

حضرت (مرزا) صاحب نے اپنے بیٹے (فضل احمد مرحوم) کا جنازہ محض اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا (یعنی مسلمان تھا۔ للمؤلف) (اخبار الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۴۷ مورخہ ۱۵/ دسمبر ۱۹۲۱ء)

''اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی' کوئی مرا ہوا ہو اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو جنازے کے متعلق کیا کرے؟ اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں' چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول کی پہچان اُسے نصیب نہیں اس لئے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۳۶ ص ۸ مورخہ ۶/ مئی ۱۹۱۵ء)

(۳) معصوم بچے:

''ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کے منکر ہوئے' اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے' لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں؟ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں (گویا قادیانی اپنے میں اور مسلمانوں میں اتنا بُعد اور فرق سمجھتے ہیں جتنا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں ہے۔ للمؤلف) اصل بات یہ ہے کہ جو ماں' باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا' اور اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔'' (انوار خلافت ص ۳۹ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴)زندہ باش:

’’تعلیم الاسلام ہائی اسکول (قادیان) میں ایک لڑکا پڑھتا ہے۔ چراغ الدین نام۔ حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہوگئیں۔ متوفیہ کو اپنے نوجوان بچے سے بہت محبت تھی۔ مگر سلسلہ میں داخل نہ تھیں اس لئے عزیز چراغ الدین نے...... اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند! کہ قوم (قادیانی) کو اس وقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔ زندہ باش۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۲۹ ص ۱ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۵)سر فضل حسین مرحوم:

’’سر فضل حسین مرحوم کا انتقال ہوا جو قادیانیوں کے محسن اعظم تھے۔ جن کی بدولت سر ظفر اللہ خان قادیانی وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر ہوئے اور قادیانیوں کو ان کی ذات سے فوائد عظیم حاصل ہوئے۔ لیکن ان قادیانیوں کی محسن کشی اور شقاوت کا یہ حال ہے کہ مرحوم سر فضل حسین کی نماز جنازہ میں انہوں نے شرکت نہیں کی۔ اور جنازہ کے ساتھ جو غیر مسلم ہندو سکھ عیسائی شریک تھے۔ نماز جنازہ کے وقت قادیانی بھی ان کے ساتھ مسلمانوں سے علیحدہ جا کھڑے ہوئے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ قادیانیوں کی جگہ مسلمانوں میں نہیں بلکہ غیر مسلموں میں ہے۔

حکومت پنجاب اور حکومت ہند کو یہ واقعہ معلوم ہوگیا ہوگا۔ اس لئے ان کو چاہئے کہ مسلمانوں کے جو مطالبات قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے متعلق ہیں ان کو عملی جامہ پہنائیں۔‘‘ (اخبار نقیب پھلواری شریف ج ۴ نمبر ۹ مورخہ ۲۵/ جولائی ۱۹۳۶ء)

(۶)مزید ممانعتیں:

’’میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے (یعنی مسلمانوں کے للمؤلف) پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کا جنازہ جائز نہیں کیونکہ وہ میرے نزدیک احمدی نہیں ہیں (گویا مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے کے سبب وہ قادیانیت سے خارج ہوگئے۔ للمؤلف) اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دے دیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہوجائیں ان کا جنازہ بھی جائز نہیں۔‘‘ (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا مکتوب اخبار الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۱۰۲ ص ۱۲ مورخہ ۱۳/ اپریل ۱۹۲۶ء)

(۷)شادی ناجائز:

’’حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔‘‘ (برکات خلافت ص ۷۵ مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

’’یہ اعلان بغرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدی مردوں سے (یعنی مسلمان سے۔ للمؤلف) کرنے ناجائز ہیں آئندہ احتیاط کی جائے۔ ناظر امور عامہ قادیان۔‘‘

خوشخبری

حمد و ثنا اس ذات کے لئے جس نے اپنے لطف و کرم سے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ اور ماہنامہ ’’لولاک‘‘ کو اہل ایمان کے لئے انٹرنیٹ پر پیش کر سکے۔ انشاء اللہ! ہر ہفتہ کا تازہ شمارہ اور ہر ماہ کا تازہ شمارہ آپ اسی پتہ پر ملاحظہ فرما سکیں گے۔

اس کے علاوہ اپنی آرا اور سوالات نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس پر بھیج سکتے ہیں:

http://www.weekly khatm-e-nubuwwat.clickhere2.net
http:www.lolaak.clickhere2.net
E-mail:qasimalikhan313@hotmail.com

مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور پاکستان

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS

ASJ

عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز

GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS

SHOP: 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR,
MITHADER, KARACHI. PHONE:745543

ختم نبوۃ

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۹۷ ص ۸ مورخہ ۱۴/فروری ۱۹۳۳ء)

''جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے' میرے نزدیک وہ احمدی نہیں۔ کوئی شخص کسی کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا۔ ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے' جو اس شخص کی نسبت دیا جاسکتا ہے' جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو۔'' (پھر وہی اصول کہ قادیانیوں کے نزدیک مسلمان ہندو یا عیسائی کے برابر ہیں۔ للمؤلف) (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا فتویٰ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۸۸ مورخہ ۲۳/مئی ۱۹۲۱ء)

(۸) اہل کتاب:

''غیر احمدیوں کی (یعنی مسلمانوں کی۔ للمؤلف) ہمارے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو قرآن کریم ایک مومن کے مقابلہ میں اہل کتاب کی قرار دے کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن اہل کتاب عورت بیاہ لاسکتا ہے' لیکن مومنہ عورت کو اہل کتاب سے نہیں بیاہ سکتا۔ اسی طرح ایک احمدی' غیر احمدی عورت کو اپنے حبالۂ عقد میں لاسکتا ہے' مگر احمدی عورت شریعت اسلام کے مطابق غیر احمدی مرد کے نکاح میں نہیں دی جاسکتی......''

حضور (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) فرماتے ہیں:

''غیر احمدی کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے' کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے' بلکہ اس میں تو فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے' اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے' اگر ملے تو لے بے شک لو' لینے میں حرج نہیں' اور دینے میں گناہ ہے۔''

(اخبار الحکم بابت ۱۴/اپریل ۱۹۰۸ء' اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مورخہ ۱۶/دسمبر ۱۹۲۰ء)

(۹) دینی و دنیوی' دونوں تعلقات حرام:

''غیر احمدیوں سے (یعنی مسلمانوں سے۔ للمؤلف) ہماری نمازیں الگ کی گئیں' ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا' ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا' اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں؟ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں' ایک دینی' دوسرے دنیوی' دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے' اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناتہ ہے' سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے' اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے' تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے' اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو کیوں سلام کیا جاتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے' ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے کبھی سلام نہیں کیا' اور نہ ان کو سلام کہنا جائز ہے۔ غرض کہ ہر ایک طریق سے ہم کو مسیح موعود (مرزا صاحب) نے غیروں سے (یعنی مسلمانوں سے۔ للمؤلف) الگ کیا ہے' اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو' اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔'' (کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۴ ص ۱۶۹'۱۷۰)

(۱۰) مسلمانوں سے بیزاری:

کیا غیر احمدی کے ساتھ (یعنی مسلمانوں کے ساتھ۔ للمؤلف) حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا عمل درآمد کسی پر مخفی ہے' آپ اپنی ساری زندگی میں نہ غیروں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے اور نہ ان میں سے کسی کو اپنی انجمن کا ممبر بنایا' اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا (ابتدا میں تو مدت تک مرزا صاحب نے مسلمانوں سے خوب چندہ مانگا اور خوب وصول کیا' بلکہ اسی سے بنیاد جمی' البتہ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کی رفاہ و فلاح میں مرزا صاحب نے کبھی پیسہ بھی نہیں دیا۔ للمؤلف) ...... پھر سرسید صاحب کے چندۂ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے' لیکن حضور (مرزا صاحب) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا' حالانکہ اپنا خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا۔ (آج قادیانی کس کس ترکیب سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں گھس رہے ہیں کہ گویا پرانے رفیق ہیں اور گھل مل رہے ہیں کہ گویا منجملہ مسلمانوں کے مسلمان ہیں۔ کس غرض سے گھس رہے ہیں' وہ بھی ان کی سرگرمیوں سے ظاہر ہے۔ مسلمانوں کی رو رعایت تو مشہور ہے۔ خدا خیر کرے۔ للمؤلف)

☆☆............☆☆

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اخبارِ ختمِ نبوت

قادیانیوں کو نوٹسوں کا اجراء

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ نے ضلع بھر میں پانچ سو سے زائد قادیانی ووٹروں کے ووٹ مسلم فہرستوں سے منسوخ کروانے کے لئے ریوائزنگ اتھارٹی کو درخواست دیدی ہے جس پر کارروائی شروع کردی گئی ہے۔ علاوہ ازیں کئی قادیانی ووٹروں کے نام اب بھی مسلمانوں کی فہرست میں شامل ہیں جن کو منسوخ کروانے کے لئے الیکشن کمیشن آف پاکستان سے رابطہ کیا جارہا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر اور حافظ محمد ثاقب نے بتایا ہے کہ حکومت نے جو عبوری فہرستیں جاری کی تھیں ان میں مرزائیوں کے علاوہ دیگر غیر مسلموں' عیسائیوں وغیرہ کے نام بھی شامل تھے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ نئی فہرستوں میں صرف مسلمان ووٹروں کے نام شامل کئے جائیں اور غیر مسلم رائے دہندگان کی فہرست الگ جاری کی جائے۔ انہوں نے نئی انتخابی اصلاحات میں غیر مسلموں کو دوہرے ووٹ کا حق دینے پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ غیر مسلموں کے لئے الگ سیٹیں مختص کرنے کا فیصلہ واپس لیا جائے اور اگر ان کے لئے سیٹیں مختص کرنا ہی ہیں تو پھر غیر مسلموں کو صرف غیر مسلم امیدواروں کو ووٹ دینے کا پابند کیا جائے اور انہیں مسلمانوں کی سیٹوں پر الیکشن لڑنے اور ووٹ دینے کا حق نہ دیا جائے۔

کراؤلے (برطانیہ) میں ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد

کراؤلے (نمائندہ خصوصی) گزشتہ مہینے کی ۲۳ تاریخ کو برطانیہ کے شہر کراؤلے میں قادیانیوں نے ایک تبلیغی پروگرام منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جس کی اطلاع حافظ اکرام الحق ربانی کو جون کے پہلے ہفتے میں ہوئی۔ انہوں نے جناب قاری عبدالرشید امیر جمعیت علماً کراؤلے کو مطلع کیا جنہوں نے ایک ہنگامی میٹنگ بلائی جس میں کراؤلے کی تمام مساجد کی کمیٹیوں کے اراکین شریک ہوئے۔ میٹنگ میں کراؤلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مقامی جماعت کے امیر مولانا عزیز الرحمٰن کے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر متفقہ طور پر حافظ اکرام الحق ربانی کو قائم مقام امیر ختم نبوت کراؤلے چنا گیا۔ حافظ اکرام الحق ربانی کی امارت میں میٹنگ میں مندرجہ ذیل فیصلے ہوئے:

☆...... چار زبانوں (عربی' اردو' بنگالی' انگریزی) میں کانفرنسوں کا انعقاد۔

☆...... ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو مقامی حکومت سے گفت وشنید کر کے قادیانیوں کے عقائد و عزائم ان پر واضح کرے۔

☆...... ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو ۲۳/ جون کو مرزائیوں کے مجوزہ پروگرام میں شرکت کر کے ان سے مرزائیت کے موضوع پر سوالات کرے۔

☆...... ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو ۲۳/ جون کو مرزائیوں کے اس پروگرام کے مقام انعقاد کے باہر ختم نبوت کا لٹریچر تقسیم کرے۔

الحمدللہ! تمام احباب ہر میدان میں کامیاب رہے' مقامی حکومت کے چیدہ چیدہ اشخاص کو قادیانیوں کے عقائد و عزائم سے مطلع کیا گیا اور وہ حضرات مرزائیوں کے پروگرام میں شریک نہیں ہوئے۔ مرزائیوں کے پروگرام میں مسلمان شریک ہوئے اور وہاں مسلمانوں نے قادیانیوں کو چیلنج دیا۔ قادیانیوں کے پروگرام کے مقام انعقاد کے باہر مسلمان نوجوانوں نے ختم نبوت اور تردید قادیانیت پر مبنی لٹریچر تقسیم کیا۔ کراؤلے کی مسجد میں دو ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوئیں' ایک کانفرنس انگریزی زبان میں منعقد ہوئی جس میں طٰہٰ قریشی' مولانا اکبر خان اور مولانا غالب حسین نے تقاریر کیں جبکہ دوسری کانفرنس پھر کراؤلے مسجد میں منعقد ہوئی جس میں مولانا عبدالقیوم نے بنگالی زبان میں' مولانا عبدالرشید رحمانی نے اردو میں' مولانا غالب حسین نے انگریزی میں اور حافظ اکرام الحق ربانی نے عربی زبان میں مفصل تقاریر کیں۔ مقررین نے اس موقع پر قادیانیت کے کفریہ عقائد کا پردہ چاک کیا اور سادہ لوح مسلمانوں پر واضح کیا کہ قادیانی عقیدۂ ختم نبوت کے منکر ہیں۔

عقیدۂ ختم نبوت کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا۔مولانا فقیر اللہ اختر

گوجرانوالہ (رپورٹ: سید احمد حسین زید)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر نے گزشتہ دنوں سیالکوٹ، گوجرانوالہ، نارووال اور حافظ آباد کے اضلاع کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دوران انہوں نے مختلف تبلیغی اجتماعات اور جماعتی اجلاسوں سے خطاب کرنے کے علاوہ جماعتی احباب سے ملاقات کرکے انہیں قادیانی فتنہ کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ اس موقع پر مولانا فقیر اللہ اختر نے سیالکوٹ کی قلعہ کاروالا کی جامع مسجد، جامع مسجد رحمانیہ مین بازار پرانا ڈسکہ، جامع مسجد اڈے والی رڈولہ سندھواں، ضلع گوجرانوالہ میں مرکزی جامع مسجد منڈھیالہ روزانج، علی پور چٹھہ کی جامع مسجد عمر، جامع مسجد عثمانیہ تلونڈی کھجور والی، جامع مسجد قبا اللہ بخش کالونی، جامع مسجد گلزار حبیب امیر پارک ڈی سی روڈ، جامع مسجد صدیقیہ اکرم کالونی گل روڈ، شکر گڑھ کی جامع مسجد کی اور دیگر مختلف مقامات پر تبلیغی اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی فتنہ ایک سازش کے تحت پھر سر اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے، مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ناموس رسالتؐ کے تحفظ کی خاطر ہر قسم کی قربانی دیتے ہوئے قادیانی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھیں اور نوجوان نسل کو اس فتنہ کے کفریہ عقائد سے آگاہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک یہ فتنہ باقی ہے انشاء اللہ ختم نبوت کے پروانے اس کا تعاقب جاری رکھیں گے۔

مولانا فقیر اللہ اختر نے دوران سفر مولانا محمد انور لدھیانوی، مولانا افضال الحق کھنانہ، مولانا امجد علی ڈوگر، مولانا عبدالمتین، مولانا قاری دین محمد فریدی، مولانا غلام نبی کھنانہ، حضرت مولانا عبداللطیف مسعود، مولانا قاری نور محمد، مولانا قاری محمد طیب، مولانا قاری محمد عثمان، قاری محمد فاروق، مولانا محمد الطاف، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالوہاب جالندھری اور ماسٹر رشید اختر سمیت متعدد جماعتی احباب و بزرگوں اور اراکین سے ملاقاتیں کرکے قادیانیت کے تعاقب کے لئے آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کیا، حافظ آباد میں قادیانی کیس کے سلسلہ میں مقامی احباب کی معاونت کی جبکہ اس کیس کی نگرانی حضرت مولانا محمد الطاف نے کی اور ماسٹر رشید اختر اور دیگر احباب نے بھی معاونت کی۔ بعدازاں مقدمہ میں ملوث دونوں قادیانی افراد ذوالفقار علی اور اس کی اہلیہ نے مرزائیت پر لعنت بھیج کر مولانا محمد الطاف کے ہاتھ پر قبول اسلام کرلیا۔ مولانا فقیر اللہ اختر نے ان کی استقامت کے لئے دعا کی اور انہیں اسلام قبول کرنے پر مبارک باد پیش کی۔

سانحہ ارتحال

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما اور جمعیت علماء اسلام کے معاون خصوصی حاجی حشمت علی بٹ مرحوم قضائے الٰہی سے گزشتہ دنوں انتقال کرگئے۔ مرحوم نے تحریک ختم نبوت اور مدرسہ نصرت العلوم کی تحریک میں سرگرم حصہ لیا اور اپنی تمام عمر دینی تنظیموں کی معاونت اور سرپرستی میں گزاری۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا حکیم عبدالرحمن آزاد، مولانا عبدالقدوس عابد، الحاج حافظ شیخ بشیر احمد، قاری محمد یوسف عثمانی، حافظ احسان الواحد، پروفیسر محمد اعظم، پروفیسر حافظ محمد انور، سید احمد حسین زید، حافظ محمد معاویہ جالندھری، مولانا محمد الیاس قادری، مولانا فقیر اللہ اختر، حافظ محمد ثاقب، قاری عبدالغفور آرائیں، محمد امان اللہ قادری اور جمعیت علماء اسلام پنجاب کے نائب امیر ڈاکٹر غلام محمد نے مرحوم کی رحلت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹ ہرا علی پور چٹھہ کے کارکن رانا شوکت علی عارضہ قلب کی وجہ سے انتقال کرگئے۔ جماعتی احباب نے مرحوم کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔

عبداللطیف صاحب کو صدمہ

کراچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے ہمشیرہ زادہ اور جناب عبداللطیف صاحب کے برادر عزیز عبدالرؤف مرحوم گزشتہ دنوں ایک ٹریفک حادثہ کا شکار ہوکر انتقال فرماگئے۔ حضرت امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد، حضرت نائب امیر مرکزیہ سید نفیس شاہ الحسینی، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا نعیم امجد سلیمی، مولانا محمد علی صدیقی، محمد انور جمال عبدالناصر، ریاض الحق اور دیگر کی جانب سے ادارہ مرحوم کے پسماندگان سے تعزیت کرتا ہے اور قارئین سے درخواست کرتا ہے کہ وہ مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔

انتقال پُر ملال

ساہیوال (پ ر) مدرسہ جامعہ انوار رحمت کے بانی و سرپرست حافظ سید نذر محمد شاہ صاحب نقوی گزشتہ دنوں قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے۔ انہیں مقامی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

بمقام

مسلم کالونی چناب نگر

فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی

تاریخ کا اعلان جلد کر دیا جائے گا

سالانہ دو روزہ

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

زیر صدارت

مخدوم المسلمین حضرت مولانا خواجہ

خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- سیرت خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختم نبوۃ
- حیات عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہ و اہل بیت
- اتحاد امت

ردّ قادیانیت اور جہاد جیسے اہم موضوعات پر
علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب
فرمائیں گے اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

نوٹ

سالانہ ردّ قادیانیت و عیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت
مسلم کالونی چناب نگر میں ۵ شعبان تا ۲۸ شعبان منعقد ہوگا۔
ان شاء اللہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان
فون نمبرز
ملتان — 061/514122
چناب نگر — 04524/212611